ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل
اسلام آباد

شمارہ نمبر 94 | قیمت 20 روپے | مئی ۲۰۰۷



خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ سرمیک بلتستان

ترانہ صوفیہ

ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظو
بندے ہیں ہم اللہ کے ، ملت خلیل اللہ کی اولاد ہیں آدمؑ کی اور امت حبیب اللہ
ہم وارثان اصفیا ، صدق و صفا دستور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

اسلام دین و روح ہے ، قرآن کتاب و زندگی کعبہ ہمارا قبلہ ، دل اور جائے
طرز نبی کی پیروی کرنے پہ ہم مامور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

واجب علیؑ کی دوستی ، مولاؑ ہمیں محبوب ہیں جو طالبان حق ہیں ان سب کے علیؑ مطلو
سینے ہمارے ان کی الفت سے سدا معمور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

سونے کی ایک زنجیر کی مانند اپنا سلسلہ تھامے جو اس زنجیر کو ہے اس کا مذہب
میخانہ ہمدان سے پیتے شراب نور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

بخشا پسر نے فیض ہے ، بخشا پدر نے نور ہے محروم ہے وہ شخص جو بخشش سے ان کی
ہم خوبیِ قسمت سے ان کی خاک پا مشہور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں مشہور ہیں

پروانہ شبیر ہیں فوج امام العصر ہیں امیدوار فتح ہیں ، امیدوار ن
باطل کو یہ اندازہ ہے ہمت سے ہم بھرپور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

ویجوز اقتداء المتنفل بالمفترض دیکرہ بالعکس

ترجمہ: نفل گزار کا فرض گزار کا مقتدی بننا جائز ہے اور اس کی الٹی صورت مکروہ ہے۔

وضاحت

مذکورہ عبارت نوافل کی اجتماعی ادائیگی کے جواز کا ایک شرعی ضابطہ کلیہ ہے۔

تفصیل وضاحت

ہم میں جن مسائل کے بارے میں فکری ہم آہنگی کا فقدان ہے اُن مسائل میں سے ایک مسئلہ نوافل کی اجتماعی ادائیگی کا ہے۔ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہم کو اپنے بعض حلقوں کی طرف سے طبقاتی کش مکش کو ہوا دینے کی مذموم پالیسی اپنانے پر شدید معنوی نقصان کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اور تا حال اس کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ طبقاتی کشمکش کو ہوا دینے والے خود کو محراب و منبر کے بلاشوکت غیرے ٹھیکیدار سمجھتے رہے ہیں۔ فکری ہم آہنگی کے فقدان کی بنیاد یہی مذموم پالیسی رہی ہے۔ گویا ایک سنگین معنوی بحران سے ہم گزرتے چلے آ رہے ہیں جس کو نوافل کی اجتماعی ادائیگی کے حوالے سے جنم لینے کا موقع ملا تھا اس بحران کی وجہ سے ہماری مذہبی فضا قدرے مکدر رہتی ہے۔ اگر ہمارے ذمہ دار اہل علم مذکورہ ضابطہ کلیہ کو ادھر ادھر کے کسی بھی میدان سے صرف نظر کر کے ذہن نشین کر چکے ہوتے تو یہ افسوسناک صورت حال پیدا ہی نہ ہوتی۔ بہر حال شریعت محمدیہ کی رو سے نوافل کی اجتماعی ادائیگی کا عدم جواز والا نظریہ نہایت مضحکہ خیز ہے۔ اس کا ثبوت تو در کنار، کسی بھی جگہ اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔

اجتماعی ادائیگی سے نفرت کرنے والے لے دے کے یہ عبارت پیش کر کے بغلیں بجانے لگ جاتے ہیں۔ یعنی والجماعة فیها بدعة، حالانکہ اس عبارت کی تردید اس کے بعد والی متصل عبارت ہے۔ یعنی یالیت کل بدعة کانت مثلها، اس پر مبسوط تبصرہ آ چکا ہے لہٰذا یہاں خوف طوالت کی وجہ سے دوبارہ تذکرہ نہیں کیا ہے۔ واضح رہے کہ بعض نوافل کی باجماعت ادائیگی کی کھلی وضاحت شریعت محمدیہ ہی میں موجود ہے جیسے نماز استسقاء، الغرض اہل علم سے ہمارا یہی شکوہ ہے کہ وہ کیوں مذکورہ شرعی ضابطہ کلیہ سے جان بوجھ کر بیگانہ بنے ہوئے ہیں۔ اس نازیبا بیگانگی کی وجہ سے ہم میں غیر صوفیہ نور بخشیہ نظریات کی آمیزش نے خوب جڑ پکڑنا شروع کیا اور تا حال یہ مذہب کش نظریات مزید جڑ پکڑتے جا رہے ہیں۔ اس کا واحد سد باب یہی ہے کہ ہم شریعت محمدیہ میں مذکورہ جملہ ضوابط کلیہ اور عبادات مخصوصہ کو دل سے تسلیم کرنے کو واجب سمجھ کر شریعت محمدیہ کے عین مطابق عملی زندگی گزارنے کی تلقین کرتے رہنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔ خوب آگاہ رہے کہ نوافل کی اجتماعی ادائیگی کی صورت میں نیت نماز میں باجماعت کی قید لانے سے پرہیز کرنے والوں کو خود اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے کہ ہم آخر کیوں اس واضح شرعی ضابطہ کلیہ سے جان بوجھ کر صرف نظر کیے ہوئے ہیں۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

رسالہ سلسلہ ذہب

مولانا شکور علی انور

"سلسلہ ذہب" غوث المتاخرین حضرت میر شاہ سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ کی تصنیفات میں سے ایک ممتاز تصنیف ہے۔ حقائق ومعارف کے عمیق سمندر اور حق وصواب کے چشمہ صافی تک پہنچانے والی پر مغز تحریر ہے۔ معرفت خداوندی کے حصول کی راہ میں پیش آنے والے فلسفہ تصوف وعرفان کے موضوع پر نہایت جاندار محاکمہ اور حق وباطل کے درمیان شاندار موازنہ سے مملو ہے۔ اس رسالہ میں حضرت میر سید محمد نوربخشؒ نے حقیقت ومعرفت کے دقیق مسائل کو مجددانہ انداز میں واضح کئے ہیں۔ آپ نے تصنیف کی غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہوئے علمی وعرفانی کمالات کے درجات متعین کئے ہیں۔

علماء ظواہر کے تصوف اور عرفان کی کتب بینی کے نتیجہ میں ہونے والی تالیفات اور ان کے نقصانات کا ذکر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے کتابوں سے تصوف وعرفان کے اصطلاحات کو پڑھ سن کر اپنے ناقص نظریات قلمبند کئے ہیں۔ مگر ان کا دل ان معارف وحقائق کی بو بھی حاصل نہ کرسکا، تا آنکہ تصوف اور صوفیاء کرام کے خلاف عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی غلطی کی گئی اور آج تک ہم اس غلطی کے نتیجہ میں آنے والے نقصانات کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

اس رسالے کی علمی اور عرفانی بلند حیثیت کا اندازہ اس کے مطالعہ سے ہوسکے گا۔ تصوف وعرفان کے باریکیوں کو سمجھنے اور معارف اسلام کے اسرار ورموز کو پانے کے سلسلے میں رہنما ثابت ہوسکتا ہے۔ ایک سالک کو راہ سلوک اختیار کرنے کے بعد ملنے والے درجات اور ان فوائد جلیلہ کو الم نشرح کیا گیا ہے۔ اس طرح وہ سلوک کی لزومیت اور وجوب پر عرفانی درخشاں نظریات کا گرانقدر باب رقم فرمائے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ کمال والے اولیاء کے گروہ میں سے سلسلہ ذہب کے بزرگان دین اور آئمہ حبل المتین نہایت قابل تقلید پاکیزہ نفوس ہیں جن کے سلسلہ سے (شاہ سید) وابستہ ہوں۔ جو حضرت سلطان الاولیاء برہان الاصفیا اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے آج تک کے دور تک مسلسل اور معنون ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اب تک جو سلسلہ موجود ہے وہ حبل المتین ہے در حقیقت یہ سلسلہ اکمل اولیاء کا سلسلہ ہے۔ اور تمام اہل ایمان اور مسلمانوں پر اسی سلسلہ کو تھامنا لازم ہے اور واجب ہے۔ جس پر آپ نے نص سے دلیل بھی پیش کی ہے۔

اس رسالے کا جو نسخہ قلمی میرے پاس ہے وہ فارسی زبان میں ہے البتہ حمد وصلوٰۃ کی بجا آوری کے لئے تازی زبان استعمال کی گئی ہے حمد وصلوٰۃ کی عبارت ہی نورانی اور عارفانہ طرز تکلم پر مبنی ہیں۔ کتاب بھر میں اظہار مطالب کے لئے ایسا مجددانہ انداز اور عرفانی فکر کو اختیار کئے ہوئے ہے۔ اور نہایت جامع اور مدلل داعی پر محیط ہے۔ اسلوب بیان اور طرز تحریر کی جو کمال ہے آپ کی ہی خصوصیت اور گل سبط ہے۔ رسالہ چونکہ معارف وحقائق عرفانی سے لبریز ہے۔ مختصر ہونے کے باوجود علمی سمندر کا گوہر آبدار لگتا ہے۔ بہت ہی دلنشیں اور روح پرور ہے۔ آپ کی دیگر کتب کی طرح معرفت سے معمور ہے۔ اس

لئے ہم یہاں افادہ عام اور حفظ ایماں کی خاطر اس کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ اس کتاب کا اصل نسخہ (قلمی) برادر علمی جناب مولانا غلام حسن حسنو صاحب کی برات لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ بلتستان کے مختلف علماء کے کتابی ذخیروں میں پایا جاتا ہے۔ میر سید محمد نور بخش کی تصنیفات کی فہرست میں اس رسالہ کا نام بھی ملتا ہے۔ لیکن محترم ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب نے نور بخش کی تالیفات کے باب میں اس رسالے کا تذکرہ بالکل نہیں کیا ہے۔ لیکن کتاب **سلسلة الذهب للصوفيه** جس کا لقب مشجر الاولیا ہے۔ اس پر بہت تبصرہ کیا گیا ہے۔

ہم نے اس رسالہ (سلسلہ ذہب) کے ترجمہ میں حسب ضرورت عنوانات دیئے ہیں۔ تاکہ قارئین کو اصل مطالب کے پڑھنے اور سمجھنے میں سہولت ہو بہر حال ان کتابوں کے بارے میں علماء کی تحقیق جاری رہے گی فی الوقت جو قلیل کاوش بروئے کار لائی جارہی ہے۔ یہ صرف مسلک حقہ کی روشنی اور وسیع تعلیمات کی اشاعت اور اس سے استفادہ کرنے اور مستفید کروانے کی غرض سے ہے۔ **السعی منا و القبول عندالله**، اللہ تعالیٰ ہمیں ان روشن عرفانی تعلیمات پر ہر دم عمل پیرا ہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

حمد و صلوٰۃ

تمام تعریف اس اللہ کے لئے جس نے اپنی ذات وصفات کے انوار سے انبیاء اور کامل اولیاء کے دلوں کو روشن فرمایا اور ان کو کشف اور مشاہدوں کے ذریعے اپنے اصفیاء اور اتقیا کے درجوں کی زینت بنادی۔ عارفوں کو ناسوت کی پست زمین سے اٹھا کر لاہوت کی بلندیوں پر پہنچا دیا پھر ان کے نفوس سے عظمت وحشمت کے غرور کا ارتفاع کیا اور محقق عارفون کے باطنی عالموں کو ملکوت کے نوع بہ نوع انوار سے سکون پہنچایا پھر جبروت کی حقیقتوں کے خزانے ان کے سیرتوں کے دولت خانوں میں پوشیدہ کردیئے۔ اور درود وسلام ان بزرگوار پر ہو جن کی نبوت کے چراغ سے معانی کے باڑے روشن ہیں۔ اور اس کی ولایت کے نقطہ کے گرد ظاہری افلاک گردش میں ہیں اور سلام ان کے کمال پر اور امت کے ان لوگوں پر جو اسماء ذات وصفات (الٰہی) کے مظہر ہیں پھر سلام بھی ایسا جو تمام احوال واوقات کو گھیرے ہوئے ہوں۔

سبب تالیف کتاب

امابعد! اے عزیز معلوم رہے کہ عالم اور آدم کی تخلیق کا مقصد خدا کی معرفت ہے۔ اس لئے اہل عرفان اور اہل تحقیق کے درمیان اپنے اپنے استعداد اور جاہلیت کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے۔ ایک گروہ اللہ کی ذات وصفات کو علم الیقین کے ذریعے جانتا ہے۔ دوسرا گروہ عین الیقین سے اور انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی جماعت علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے ذریعے جانتی ہے اور یہ بلند ترین عرفانی مرتبہ ہے۔

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہر دور میں ہر وقت بعض دعویدار زندیق عارفین صدیق کی صورت میں خود کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔ حالانکہ عرفانی مراتب کی بو بھی ان کی جانوں تک نہیں پہنچی ہے۔ وہ توحید اور تحقیق کے بارے میں سوائے الفاظ وعبارات کے اور کچھ حاصل نہ کر سکے۔ اور موجودات کے سمندر میں غرق ہو کر ہلاک ہوگئے ہیں۔ اور یہ ہلاکت توحید اور الحاد کے درمیان مغالطے سے پیش آتی رہی ہے۔ یعنی وہ ملحد اور موحد میں تمیز

محبت رسول

محمد بشیر نوری

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (آیت نمبر ۳۱، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اے حبیب! آپ فرمادیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت حضور ﷺ کی غلامی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور اللہ کا محب ہونے کی شرط غلامی رسول کو قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ایمان کے سفر کے آغاز ہے اور اس کا محبوب ہو جانا سفر کا انجام ہے۔ اس لیے حضور کی غلامی کے بغیر نہ ایمان کے سفر کی ابتداء ممکن ہے اور نہ انتہا

ممکن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے سفر کی ابتداء اور انتہا غلامی رسول میں ہے۔ گویا ایمان غلامی رسول اللہؐ کے علاوہ کسی اور شے کا نام نہیں ہے اور اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ حضور ﷺ کی غلامی واتباع واطاعت سے ہٹ کر ایمان کوئی اور حقیقت رکھتا ہے۔ تو وہ گمان باطل رکھتا ہے۔ کیونکہ غلامی رسول ﷺ کے بغیر ایمان کا نہ کوئی وجود ہے اور نہ ہی کوئی تصور ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (النساء ۴:۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ رسول کو بھیجتا ہی اس لئے ہے کہ اس کے نقش قدم پر چلائے اور اس کی اطاعت وغلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالا جائے اس لئے اللہ تعالیٰ کا محب ہونے اور لذت ایمان سے آشنا ہونے کے لئے غلامی رسول کو اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ سب کچھ اسی در سے نصیب ہوگا۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میرے محبوب ﷺ کے مطیع بن جاؤ اور میرے محبوب ﷺ کی ہر ہر ادا کو اپنالو اور ہر ادا محبت کے بغیر اپنائی جا سکتی اس لئے اگر تم اپنے دلوں کے اندر محبوب ﷺ کے عشق ومحبت کا چراغ روشن کرلو اور اس کی محبت کو کمال تک لے جاؤ کہ وہ محبت خود بخود اطاعت واتباع میں بدل جائے پھر تمہیں میرے محبوب کا کلام کرنا اس کی زلف و رخسار، رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا الغرض ہر ہر ادا محبوب ہو جائے گی اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنا ہے تو ہمیں عشق ومحبت اور اطاعت واتباع رسول ﷺ میں فنا ہونا پڑے گا۔ کیونکہ عشق و محبت رسول ﷺ کے بغیر اطاعت وہ اتباع کی بات فقط دھوکہ اور جل وفریب ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

رضائے خداوندی کا حصول تمام مخلوق کا مطمع نظر رہا ہے او راس سمت تمام انبیاء کرام گامزن رہے خود حضور کی تعلیمات کا منتہا و مقصود خدا کی رضا جوئی اور اس کے احکام کی اتباع کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے بڑے بڑے جلیل القدر نبی جن کی حکومت کا دبدبہ اور جاہ وجلال روئے زمین پر ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ بارگاہ صمدیت میں تضرع وتخشع سے یہی صدا مانگتے رہے کہ خدایا ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق عطا فرما جس سے تو راضی ہو جائے۔

خدا چاہتا ہے رضائے مصطفیٰ

لیکن آقائے نامدار ﷺ کی شان محبوبیت کا یہ عالم ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فلنولینک قبلة ترضها (البقرہ، ۵۰، ۴، ۱۴۴)

ترجمہ: سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔

یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بصراحت فرما رہا ہے کہ تبدیلی قبلہ کا محرک اور مقصد وحید فقط یہ ہے کہ میرے حبیب ﷺ تو راضی ہو جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک غزوہ کے دوران حضور ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو کسی کام کے لئے کہیں بھیجا، وہ واپس پہنچے تو حضور اکرم ﷺ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ علی میں تھکن محسوس کر رہا ہوں۔ آرام کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کی گود میں سر انور رکھا اور استراحت فرمانے لگے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ابھی نماز عصر ادا نہیں کی تھی۔ اس وقت چاہیے تو یہ تھا کہ وہ عرض کرتے کہ حضور ﷺ تھوڑی دیر انتظار فرما لیں میں عصر کی نماز پڑھ لوں پھر حاضر خدمت ہو جاتا ہوں۔ عقل کا تقاضا یہی تھا لیکن کیا کریں عقل کا؟ کہ اس کا کام تو ضرار کی راہیں نکلنا اور تنقید کرنا ہے علامہ اقبالؒ نے کہا

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

عقل کا تو شیوہ ہی تنقید ہے اور جہاں تنقید ہو وہاں تعلقات میں وارفتگی اور والہانہ پن پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب کہ عشق آنکھیں بند کر کے بات مان لیتا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل سوچ بچار کرتے رہتی ہے سود و زیاں کے چکر میں الجھی رہتی ہے جب کہ عشق بے خطر آگ میں کود کر اسے گلزار بنا دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ عشق منزل کو پا لیتا ہے اور عقل گرد سفر میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔

بو علی اندر غبار ناقہ گم
دست رومی پردہ محمل گرفت

حضرت علی علیہ السلام نے عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ کا مظہر بنتے ہوئے اپنی نماز محبوب کے آرام پر قربان کر دی جس کے نتیجے میں اس کشتۂ عشق و وفا کو وہ نماز نصیب ہوئی جو کائنات انسانیت میں کسی دوسرے کا مقدر نہ بن سکی۔

یک نگاہ ناز جاناں قیمت ایمان ما

حضرت علی علیہ السلام بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں یہ عرض نہ کیا کہ آقا ﷺ انتظار فرما لیجئے۔ میری عصر کی نماز رہتی ہے وہ ادا کر لوں پھر خدمت میں حاضر ہوں گا، بھلا وہ ایسا عرض بھی کیوں کرتے وہ تو متلاشی ہی اس بات کے رہتے تھے کہ کس انداز سے ہی سہی آقا ﷺ کا قرب اور خدمت کا موقع نصیب ہو جائے آج تو ان کی گود کو حضور ﷺ کا سر انور نصیب ہو رہا تھا۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے گودی بچھا دی۔ حضور ﷺ نے سر انور گود میں رکھ دیا اور سو گئے، حضرت علی علیہ السلام نے بھی عرض نہ کیا اور نہ ہی حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ علی علیہ السلام سفر سے آئے ہو نماز بھی پڑھ لی ہے یا نہیں؟

ادھر حضرت علی علیہ السلام اپنی خوش بختی کے کیف میں آفتاب نبوت کو تکے جا رہے تھے کہ ادھر سورج اپنی منزلیں طے

کرتا ہوا غروب کے قریب جا پہنچا جب آپ کی نظر ڈوبتے سورج پر پڑی تو آپ کے چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہوگیا۔ عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی۔ کبھی نگاہ سورج پر ڈالتے اور کبھی محبوب ﷺ کے رخ زیبا پر کبھی مائل بہ غروب سورج کو تکتے تو کبھی سراپا طلوع آفتاب رسالت کو دیکھتے۔ آپ اندازہ کریں جن کی زندگی بھر کبھی نماز قضا نہ ہوئی اندر یہی حالات ان کے دل پر کیا بیت رہی ہوگی ایک ہم بھی ان کے نام لیوا ہیں کہ نماز کی فکر تک سے تہی دامن ہیں اور ایک وہ کہ نماز چھوٹ جانے کے تصور سے بھی بے چین ہوتے جارہے ہیں۔

ہمیں تو ان پر بیتنے والی کیفیات کا اندازہ بھی نہیں ہوسکتا۔ جن کے بیٹوں کے مقدر میں نیزوں پر چڑھ کر بھی قرآن پڑھنا اور تلواروں کے سائے میں نماز ادا کرنا رقم ہو وہی بتا سکتے ہیں کہ نماز کیا شے ہے اس کی اہمیت کیا ہے اور مومنانہ زندگی میں اس کا مقام کیا ہے؟

الغرض حضرت علی علیہ السلام نے دیکھا کہ سورج ڈوب رہا ہے تو چشمان مقدس سے آنسو بہنے لگا۔ آقا ﷺ بیدار ہوتے تو دیکھا کہ غلام پریشان ہے اور رو رہا ہے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا آقا! میری عصر رہ گئی ہے فرمایا "قضا پڑھ لو" غلام نے حضور اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا جو زبان حال سے یہ کہہ رہی تھی کہ آپ کی غلامی میں نماز جاتے اور قضا پڑھوں؟ اگر اس غلامی میں گزری ہوئی نماز قضا پڑھوں تو پھر ادا کب پڑھوں گا۔

جب آقا ﷺ نے دیکھا کہ علی علیہ السلام قضا نہیں پڑھنا چاہتا بلکہ نماز ادا ہی پڑھنا چاہتا ہے تو سرکار دوعالم ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں دست اقدس دعا کے لئے بلند کر دیئے اور یہ کلمات عرض کئے۔

"اللھم ان علیا کان فی طاعتک وطاعت رسولک"

"اے اللہ علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھا کہ اس کی نماز قضا ہوگی۔ اس کی نماز ادا کروا۔"

"من یطع الرسول فقد اطاع اللہ"

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی اطاعت تو نماز کا وقت پر پڑھنا ہے نہ کہ قضاء کر دینا جب کہ واضح ارشاد خداوندی ہے۔

"ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا" (النساء ۴: ۱۰۳)

"بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے"۔ نماز کو وقت پر ادا کرنا اللہ کی اطاعت ہے لیکن یہاں تو نماز قضا ہوگئی اس کے باوجود بھی آقا ﷺ اس قضا کو اس کی اطاعت قرار دے رہے ہیں۔ کیا معاذ اللہ آرام اللہ کا تھا؟ نہیں وہ آرام سے پاک ہے کیا نیند اللہ کی تھی؟ نہیں وہ تو نیند سے پاک ہے۔ آرام حضور ﷺ کا تھا علی علیہ السلام کی نماز آقا ﷺ کی نیند پر قربان ہوگئی۔

اب چاہیے تو یہ تھا کہ آقا ﷺ فرماتے کہ اے اللہ! علی علیہ السلام تیرے نبی کی خدمت میں مصروف تھا کہ نماز کا وقت نکل گیا۔ مگر یہ نہیں فرمایا اے اللہ علی علیہ السلام تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھا چنانچہ اطاعت کا مفہوم بھی خود حضور اکرم ﷺ کی زبان اقدس سے واضح ہوگیا کہ حضور ﷺ کی نوکری و خدمت جیسی بھی ہو رب کی اطاعت ہے مصطفی ﷺ کی خدمت بھی اللہ کی اطاعت ہے حضرت علی علیہ السلام آقا ﷺ کی خدمت میں مصروف تھے اس لئے ان کی قضا بھی اطاعت الٰہی قرار پائی۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

حدیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ جب آقائے دو جہاں ﷺ نے دست اقدس دعا کے لئے بلند فرمائے تو ڈوبا ہوا سورج اسی طرح واپس پلٹ آیا جیسے حضور ﷺ کے ہاتھوں میں ڈوریاں ہوں جنہیں کھینچنے سے سورج آپ کی جانب کھنچا آ رہا ہو۔ یہاں تک کہ سورج عصر کے وقت پر آ گیا اور حضرت علی علیہ السلام نے نماز عصر ادا کرلی۔

پس آج بھی اگر امت مسلمہ اپنی بگڑی ہوئی تقدیر کو سنوارنا چاہتی ہے۔ اپنے ظلمت کدہ حال کو پھر سے منور کرنا چاہتی ہے تو اس کا طریقہ فقط یہ ہے کہ دہلیز مصطفیٰ پر سر نیاز خم کردے۔ اس در سے نسبت کو استوار کرے۔ آقائے دو جہاں ﷺ کے ساتھ اپنے ربط و تعلق کو مضبوط تر کرے اور حضور ﷺ کی غلامی میں فنا ہوجائے۔ یہ امت اسے دنیا میں پھر سے بقاودوام عطا کردے گا۔ عزت وعظمت کا مستحق قرار دے گا۔ پھر دنیا و آخرت کی ساری نعمتیں اس کی جھولی میں ڈال دی جاتیں ہیں۔ اسے کائنات عالم میں پھر سے عزت واستحکام بھی نصیب ہوجائے گا اور بقاودوام بھی، لیکن ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ دامن مصطفیٰ ﷺ کو مضبوطی سے تھام لیا جائے اور ان کی تعلیمات واطاعت کو اندیشہ سود وزیاں سے بالاتر ہوکر وفا کی حد تک حرز جاں بنالیا جائے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں
(علامہ اقبال)

اللہ رب العزت ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلین اقدس کے تصدق سے دین وایمان اور اطاعت وبندگی کی حقیقی لذت و حلاوت عطا فرمائے اور اس ایمانی لذت وحلاوت کے حصول کے لئے اصل واساس اور واحد ذریعہ یعنی نسبت رسالت ﷺ کا حقیقی شعور عطا فرمائے کہ اس میں ایمان وعمل صالح کی ضمانت ہے اور اسی نسبت کے تحقق سے ایمانی زندگی کا خمیر اٹھتا ہے۔

☆ ☆ ☆

بقیہ رہنمائی طلبہ و طالبات

لیکن زندگی بھر انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر آسانی کیلئے ہیلتھ اینڈ فزیکل، تاریخ اسلام اور اسلامیات اختیاری جیسا آسان مضامین اختیار کیا جاتا ہے۔ جو بعد میں انہیں گریجویشن لیول پر کوئی خاص کام نہیں آتا۔ ایف اے میں آپ مندرجہ ذیل مضامین اختیار کرسکتے ہیں۔

۱۔ ریاضی
۲۔ شماریات
۳۔ معاشیات
۴۔ شہریت
۵۔ علم التعلیم
۶۔ تاریخ اسلام
۷۔ ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن
۸۔ اسلامیات اختیاری
۹۔ تفسیر قرآن
۱۰۔ عمرانیات ۱۱۔ جغرافیہ

عزیز طلبا و طالبات! مندرجہ بالا مضمون کو پڑھ کہ یقیناً آپ تعلیم کے مختلف شعبوں کے حوالے سے بنیادی طور پر واقف ہو چکے ہوں گے۔ ان باتوں کے متعلق مشورے یا معلومات کیلئے کسی بھی وقت رابطہ کرسکتے ہیں۔ مزید معلومات کیلئے نوائے صوفیہ پڑھتے رہے گا ان شاء اللہ ہم آپ کی بھرپور رہنمائی کا عزم رکھتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

حضرت امام جعفر صادقؑ

مولانا محمد انور

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تاریخ اسلام کی وہ زندہ جاوید شخصیت اور قمر امامت ہے جس نے آفتاب رسالت آنحضورؐ سے اکتساب نور کیا۔ آپ تدوین شریعت محمدی ﷺ اور علمی اجتہاد کی وجہ سے نہ صرف علم بلکہ دنیا کی دیگر تمام باشعور علم دوست باضمیر علماء اور قوموں میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

اسم مبارک	:	جعفر
کنیت	:	ابوعبداللہ
القاب	:	صادق، صابر، فاضل وغیرہ
تاریخ ولادت	:	۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ
شہادت	:	۱۵ رمضان المبارک ۱۴۸ھ
والد گرامی	:	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
والدہ محترمہ	:	جناب ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر

آپ نسب میں دنیا کے تمام انسانوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ نسلی اعتبار سے حضرت ابراہیم و اسماعیلؑ کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق کی شخصیت

آپ کی شخصیت کا کیا کہنا جس نے رسالت مآب سے اکتساب نور کیا ہو آپ صادق القول علم قرآنی کی نورانیت کو عام کرنے والے، اسکی حرمت و عظمت کی حفاظت کرنے والے تاریخ انسانیت و تاریخ اسلام و علم کا وہ درخشاں باب ہیں جسے قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا۔ آپ علیہ السلام خداشناس، رسالت آشنا، معراج کمال بندگی پر فائز، امن پرور، انسانیت نواز، محافظ قرآن، مدون شریعت محمدی، عالم، فلاسفر، فقیہ، مدبر مفسر قرآن تھے۔ تاریخ کی اس قد آور شخصیتکی زندگی کے تمام گوشوں کا مشاہدہ کرنا ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ تاہم آپ کی شخصیت کے بارے میں لب کشائی یا خامہ فرسائی کے لئے غور و فکر کی وسعت تدبر و عقل و احساس و مشاہدے کی گہرائی چشم و ادراک میں احساس کی بہتائی غیر جانبداری، خلوص نیت دولت علم اور شرافت نفس انتہائی ضروری ہے۔ کوئی بھی شخص تاریخ کے اس مجموعہ کل صفات انسان کامل کی صفات جلیلہ کمالات و اوصاف حمیدہ کا کامل عرفان نہیں رکھ سکتا آپ نے دنیا کے گوشے گوشے میں علوم رسالت کی اشاعت کی اور اپنے عہد امامت و ولایت میں علوم الٰہی اور شریعت محمدی کو اطراف و اکناف ارضی میں پھیلایا۔

صفات

ویسے تو اللہ تعالیٰ کے تمام منتخب مجتبیٰ بندے ہادیاں برحق انبیاء، و رسل رہنما و پیشواء آئمہ کرام بہت سی خصوصیات کے حاملؑ ہوتے ہیں۔ اور ان میں بے پناہ علمی و ذہنی وسعت اور صلاحیت ہوتی ہے۔ لیکن ہر مقرب اور برگزیدہ شخص کو اتنا موقع نہیں ملتا کہ وہ اپنے کمالات کا اظہار کر سکے۔ اس لئے امام جعفر صادق میں کچھ خصوصیتیں ایسی ہیں جو آئمہ کرام سے ممتاز کرتی ہیں۔

۱۔ علم کے مختلف شعبوں میں تمام مکاتب فکر اور ہر رنگ و نسل کے اتنے افراد نے آپ سے استفادہ کیا کہ دوسرے کی

رہبر یا امام کے شاگردوں کی اتنی بڑی تعداد نہیں ملتی آپ کے شاگردوں میں مذاہب کے بانی، اولیاء، مجددین ومحدثین ومفکرین ومفسرین شامل تھے، آپ عارفین کے رہنما وامام تھے۔

۲۔ دنیا کو جتنے علوم وفنون آپ نے سکھائے اتنے کسی اور نے نہیں سکھائے یہی وجہ ہے کہ آپ کے شاگرد خاص جابر بن حیان کے علوم پر مشرق ومغرب دونوں کو ناز ہے۔

۳۔ آپ حضرت ختمی مرتبت حضرت محمد ﷺ کی طرح صدق وامانت میں شہرت رکھتے تھے۔ دشمن کو بھی کبھی اتنی ہمت وجرات نہ ہوسکی کہ آپ کی صداقت پر حرف زبان پر لاسکے۔

۴۔ آپ کے دور حیات میں علم اپنے کمال پر تھا۔ یونان وعرب وعجم میں ہر طرف علم کے چرچے تھے۔ تحقیق ودرایت اور ترویج وتبلیغ نظریات کا کام زوروں پر تھا ایسے حالات میں اپنی علمی حیثیت وشخصیت کو دنیا سے منوالینا اور ایسے پر آشوب دور میں حق بات کا پرچار کرنا صرف آپ ہی کا حصہ تھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی علمی خدمات

تاریخ کے گہرے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ دو ہی ایسی شخصیتیں نظر آتی ہیں جنہیں منظم طور پر علمی خدمات سرانجام دینے کا موقعہ ملا۔ تاریخ یونان میں افلاطون اور تاریخ اسلام میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔ حضر امام جعفر صادق علیہ السلام جو وارث علم نبوت اور علم لدنی کے مالک تھے سب سے الگ تھلگ تعلیمات خداوندی اور شریعت محمدی کی ترویج کے ساتھ ساتھ دنیا کے دیگر درجہ علوم سے بھی لوگوں کو مستفید کرانے میں ومصروف عمل رہتے تھے۔ آپ کے دانشگاہ میں صرف علم الادیان ہی نہیں بلکہ علم الابدان، علم القرآن، علم تفسیر، علم فلسفہ ومنطق، علم النجوم، علم حدیث، علم تاریخ ودیگر علوم کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور مختلف مکاتب فکر کے لوگ، مسلمان، کافر، اپنے ہو یا غیر عربی یا عجمی سب ہی آپ سے فیض حاصل کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی مجلس میں بڑے بڑے زعماء قوم اور آئمہ مذاہب نے زانوئے ادب تہہ کیا تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں ایک بہت بڑے دانشگاہ کی بنیاد رکھی جس کے مختلف مدرسوں میں ہزاروں افراد علوم وفنون اسلامی کے مختلف شعبوں میں مشغول تعلیم وتحصیل علوم تھے اس علمی مکتب میں آزادانہ طور پر علمی مسائل کو موضوع بحث بنایا جاتا تھا۔

امام جعفر صادق کے ارشادات

امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشادات جس پر آج اگر ہم عمل پیرا ہوجائیں تو دنیا وآخرت دونوں کامیاب ہونگے۔

ا۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ میں نے علوم کو چار اصولوں میں منحصر اور محدود پایا ہے۔ ا۔ اپنے خدا کو پہچان کے۔

(ب) اسے سمجھ کے کہ اس نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے اور کون کون سی نعمتیں اور کیسی کیسی بخششیں تجھے عطا کی ہیں۔

ج) نعمتوں اور بخششوں کے مقابے میں تجھ سے کیا چاہا ہے۔

د) کون سی خطاء اور کون سا گناہ تیری روح کی روشنی بجھادے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اچھے لوگ وہ ہیں جن میں پانچ چیزیں جمع ہوں۔

ا۔ جب کوئی نیکی یا اچھائی کریں تو خوش ہوں۔

۲۔ جب برائی کریں تو استغفار اور طلب بخشش کریں۔

۳۔ جب انہیں کچھ دیا جائے تو شکریہ ادا کریں۔

۵۔ اور جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوں تو توجہ کریں۔

۶۔ جب کوئی ان کی نافرمانی کرے تو اس سے درگزر کریں

امام جعفر صادق کے چند ممتاز تلامذہ

۱۔ حضرت امام موسیٰ کاظم

۲۔ حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ

۳۔ حضرت مالک بن انس

۴۔ جابر بن حیان

حضرت امام جعفر صادق مفکرین عالم کی نگاہ میں

حضرت امام ابوحنیفہ: میں نے امام جعفر صادق سے زیادہ فقہ کسی کو نہیں پایا۔

حضرت امام مالک: میری آنکھوں نے علم وفضل اور ورع میں امام جعفر صادق سے بہتر کوئی نہیں دیکھا

حضرت ابن حجر: حضرت امام جعفر صادق ہی سے قرآن کے حقیقی معانی کے چشمے نکلے۔

علامہ ابن حجر مکی: علماء نے آپ سے اس قدر علوم حاصل کئے جس کی کوئی حد نہیں۔

امام جعفر صادق علیہ اسلام آئمہ کرام میں سے چھٹے امام اور وہ انسان کامل ہیں جنہیں خالق کائنات نے نظام اسلام کی تطبیق کے لئے منتخب کر کے ان کے حوالے امت کی ہدایت کا کام دیا ہے آپ کی عظمت وعصمت کی واضح دلیل یہ ہے کہ دشمن باوجود کثرت جستجو کے آج تک آپ کی زندگی میں کوئی عیب نہیں نکال سکے اور نہ کسی علمی کمزوری کی نشاندہی کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت امام جعفر صادق کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سچے بات ہمیشہ کہنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

(از، مولانا محمد انور تھلوی صاحب، مقیم اسلام آباد)

☆ ☆ ☆

مولانا اخوند ابراہیم صاحب امام مسجد ملدو مر خپلو بلتستان کا سجدہ کی حالت میں انتقال

خپلو بلتستان کے موضع ملدو مر کی امام جماعت مولانا اخوند ابراہیم صاحب گذشتہ دنوں مرکزی خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ خپلو بالا میں نماز جمعہ سے قبل نوافل ادا کرتے ہوئے سجدہ کی حالت میں خالق حقیقی سے جاملے۔ مرحوم کی عمر تقریباً ۸۷ سال بتائی جاتی ہے مرحوم گذشتہ ۶۰ سال سے ملدو مر مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آگاہ رہے مرحوم نے اسی دن صبح اخوند یوسف علی ملدو مر کو ان کے والد کی چند ایسی باتیں خاص طور پر بتادی تھی جو ان کے پاس امانت تھی۔ سوگوار خاندان میں بیوہ دو بیٹیاں اور بڑا بیٹا غلام علی چوہان صاحب AC آفس تھگس، غلام حیدر چوہان دکاندار، ناصر علی چوہان زرعی ترقیاتی بینک سکردو شامل ہیں یہ تینوں شروع سے ہی نوائے صوفیہ کے قاری ہیں۔ ادارہ نوائے صوفیہ تمام لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرما آمین۔

واضح رہے کہ خپلو میں بحالت سجدہ وفات پانے کا یہ دوسرا واقعہ ہے اس سے پہلے حاجی غلام نبی شاہین کے دادا مرحوم ابو غلام حسین کی وفات بھی مسجد میں سجدے کی حالت میں واقع ہوئی تھی۔

اظہار تشکر

ہمارے والد محترم اخوند محمد ابراہیم کی وفات پر رشتہ داروں اور دوست احباب کی جانب سے خطوط وٹیلفون کے ذریعہ ہماری تعزیت کی ہیں اور بالمشافہ تشریف لاکر ہمیں دلاسہ اور مرحوم کے لئے دعائیں دی ہیں ان تمام حضرات کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا ممکن نہ تھا اس لئے نوائے صوفیہ کے ذریعہ ان تمام کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

غلام علی چوہان، غلام حیدر چوہان، ناصر علی چوہان و دیگر سوگواران

جہاد بالقلم

منیب ایم

بحمد اللہ مسلک نوربخشیہ ایک ایسا مسلک ہے جو کہ افراط تفریط سے پاک صاف درمیانی راہ حق پر گامزن ہے جسے صراط مستقیم کہتے ہیں۔ یہ وہ راستہ ہے جسے شاہ سید محمد نور بخش نور اللہ مرقدہ نے ایک الہامی اشارے کے مطابق دین اسلام کی صحیح رہنمائی کی خاطر لوگوں کو دکھایا ہے سید محمد نوربخش علیہ الرحمۃ اپنے علم کے نچوڑ رشد وہدایت کا سرچشمہ کتاب فقہ الاحوط میں بیان فرماتے ہیں کہ ''وابین الشریعة المحمدیة کما کانت فی زمانه من غیر زیادة ولا نقصان''

یہ ایک چیلنج ہے برائیوں کے سدباب کیلئے اور ایک عظیم انقلاب کا اعلان ہے۔ بشرطیکہ لوگ اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے اور اس کتاب حدیٰ کو سمجھنے کی سعی کرے۔ شاہ سید علیہ الرحمۃ نے ایک مشن پر کام کیا اور اسلام کے متعین راستے سے بھٹکتے ہوئے لوگوں کو سنبھالنے اور انہیں صحیح راستے پر ڈالنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر،

کہ تم وہ بہترین امت ہو جنہیں لوگوں کی بھلائی اور لوگوں کو صحیح راستہ یعنی راہ حق دکھانے کا عظیم فرض سونپا گیا۔ ہمارے پیغمبر پاک ﷺ کے بعد اگر لوگوں کی رہنمائی کا بار گراں کسی کے کندھے پر ہے تو وہ ان کی امت کے بہترین لوگ ہیں۔ مثلاً اولیائے کرام، علمائے کرام اور بزرگان دین ہیں جنہیں ہم اپنا پیشوا سمجھ کر اُن کے بتائے ہوئے اُصولوں پر چل کر پیغمبر پاک ﷺ کی اصل شریعت تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

لوگوں کا کچھ طبقہ عوام الناس کو گمراہی کے راستے پر ڈالنے کی جستجو میں لگے رہتے ہیں چاہے وہ پیغمبر پاک کا زمانہ ہو چاہے آج کا زمان، یہ لوگ مسجدوں میں آتے ہیں مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے ہیں لیکن ان کا اصل مشن قرآن کریم بے نقاب کر رہا ہے۔ واذا لقو الذين آمنو قالوا آمنا واذا خلو الى شياطينهم قالو انا معكم انما نحن مستهزون،

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ظاہری آنکھ سے صرف دیکھنے کے بجائے ان عناصر کو بے نقاب کریں جو اپنے پہلو میں پل بڑھ رہے ہیں ہمیں دوست کہتے ہیں اور اپنے ناپاک عزائم میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت اسلام بالعموم اور مسلک نوربخشیہ بالخصوص بیرونی شازشوں کا شکار ہے اور عوام الناس ان شازشوں کا شکار ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اگر ہم اپنے معاشرے پر گہری نظر ڈالیں تو صاف پتہ چل جاتا ہے کہ لوگ مادی ضروریات اور لہو لعب

میں اس قدر کھو چکے ہیں کہ عمل عبادات کے لئے وقت نہیں دے پاتے۔ لوگوں کا ایک طبقہ ایسا ہے جن کے روزمرہ کے مصروفیات اور شیڈولز میں نماز کیلئے کوئی جگہ نہیں، نماز پڑھنے کا کوئی سوچ نہیں، ایک ستر بہتر سالہ شخص سے میں نے کہا بابا جی نماز بھی پڑھا۔

کریں اللہ حالات بہتر کریں گے۔ انہوں نے جواب دیا چھوڑ بچے کیا نماز پڑھنا ہے اللہ مالک ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ لوگ اس تیزی کے ساتھ اسلامی اقدار، اسلامی تہذیب و تمدن سے دور ہوتے جارہے ہیں اور مغربیت ،فیشن اور جدیدیت کے سیلاب میں بہتے چلے جارہے ہیں۔ اس میں سے نکلنا مشکل ہوگیا ہے۔ ایسے میں ہمیں اپنا ایمان پکا کرنے کی اشد ضرورت ہے ان طاغوتوں کے سامنے بند باندھنے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یا ایھا الذین امنوا امنو باللہ ورسولہ،

اے ایمان والو اللہ اور رسول پر ایمان لے کر آؤ ایسا ایمان جو متذلزل نہ ہوسکے، جو طاغوتی اور فرعونی شازشوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرسکے، ایسے میں حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کے مشن کے لوگوں کو ہو بہو شریعت محمدیہ پر عمل کرانا، لازم ہو گیا ہے۔ لہٰذا آپ کے اس مشن کو آگے بڑھانا ہمارا کام ہے۔ مسلمان جس انتشار اور خلفشار کا شکار ہے، شاید پہلے کبھی نہ تھا۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے آقائے کریمؐ کے بتائے ہوئے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا اور مغربیت میں دلچسپی لینا شروع کردی۔

تقریباً تقریباً مسلک نوربخشیہ کا بھی یہی حال ہے اگر نوربخشی بے چینی اور بے امنی کا سامنا کر رہے ہیں تو وجہ صرف اور صرف یہی نظر آتی ہے کہ ہم اپنے بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کے بجائے غیروں کے رنگ میں رنگ جانے لگے ہیں۔

محرم الحرام کے مواقع پر ایسا ہنگامہ کھڑا کردیا جاتا ہے اور ایسا غیر مہذبانہ انداز اپنایا جاتا ہے کہ جیسے لوگ ایک دوسرے کی جان کے درپے ہیں۔ کوئی ایک شریف انسان ان مجلسوں میں شریک ہونے سے کتراتے ہیں۔

ہم نے دیکھا کہ ہم صرف غیروں کی نقل کرنے کی کوشش میں حد سے تجاوز کرجاتے ہیں۔ ریاکاری اور دکھاوا پن کے چلنے کی وجہ سے ان مجالس کا احترام معدوم ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مسجدوں کا احترام پامال کردیا جاتا ہے۔ میں قارئین کرام کو بتاتا چلوں کے مسجدوں میں ہنگامہ آرائی کرنے والے تفرقہ بازی کی باتیں کرنے ولاے اہل نوربخشیہ نہیں ہوسکتے۔ کیوں کہ شاہ سید محمد نوربخش نے ہمیں جو راستہ دکھایا ہے وہ اعتدال پسندی کا راستہ ہے اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے صراط المستقیم میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان مواقعوں پر ان لوگوں پر کڑی نظر رکھیں بجائے اس کے کہ ہم بھی اس فتنہ فساد میں کود پڑے۔ (جاری ہے۔۔۔)

☆ ☆ ☆

شہادت امام حسینؑ

فیاض حسین فیضی

قال اللہ تبرک وتعالیٰ فی کتابہ المجید وفی الفرقان الحمید

ولا تطیعوا امر المسرفین(۱۵۱) الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون(۱۵۲) الشعرا

ترجمہ: اور حد سے تجاوز کرنے والوں کا کہنا نہ مانو، جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور معاشرے کی اصلاح نہیں کرتے،

اسلامی سال کا آغاز محرم اور اختتام ذوالحجہ پر ہوتا ہے دس محرم کو سیدنا امام حسین کی اور دس ذوالحجہ کو حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ کی قربانی ہے گویا اسلامی سال کا آغاز و اختتام قربانی سے عبادت ہے۔

بقول اقبالؒ:۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسماعیلؑ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے منزل بیضہ میں لشکر حر سے خطاب فرماتے ہوئے اپنے شہادت کا مقصد عیاں کرتے ہوئے فرمایا۔

اے لوگو! پیغمبر خداؐ نے فرمایا مسلمانوں جو کسی ایسے حاکم یا سلطان کو دیکھے جو حرام خدا کو حلال اور خدا کے ساتھ کئے گئے پیمان کو توڑتا ہو اور سنت اور قانون پیغمبر کی مخالفت کر رہا ہو اور بندگان خدا میں گناہ، عداوت اور دشمنی کا راستہ اختیار کئے بیٹھا ہو لیکن وہ مسلمان ایسے ظالم و جابر حکمران سے عمداً زبانی طور پر مخالفت کا اظہار نہ کرے تو خداوند عالم اس خاموش رہنے والے مسلمان کو اسی حکمران کے ساتھ آتش جہنم میں داخل کرے گا، اے لوگو! آگاہ رہو کہ یہ (بنی امیہ) اطاعت خدا کو ترک کر چکے ہیں اور شیطان کی پیروی کو اپنا نصب العین بنا چکے ہیں یہ لوگ ظلم وفساد کو اسلامی معاشرہ میں رواج دے رہے ہیں۔ خدا کے قوانین کو معطل کر رہے ہیں، خدا کے حلال وحرام اور اوامر ونواہی تو بدل چکے ہیں ان حالات میں اسلامی معاشرہ کی ہدایت رہبری اور اس ظلم وفساد اور ظالم وجابر حکمران کے خلاف جہاد کرنے کے لئے دوسرں کے نسبت میں میں ذمہ دار ہوں"۔ اسلام میں جہاں ایک طرف اتحاد واتفاق اور امن وامان قائم کرنے اور برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس کے لئے بڑی بڑی جماعتی اور انفرادی قربانی دے کر صبر کی تلقین آئی ہے، وہاں ظلم وتمل فسق وفجور اور منکرات کو مٹانے اور ان کے خلاف صف آرا ہونے کا حکم بھی آیا ہے۔ جہاں تک امن وامان اور اتفاق واتحاد کا تعلق ہے تم اپنے طرف سے اس کی بحالی کو شش کرو اور اپنی ذات سے امن میں فتنہ نہ ہونے دو۔

ذرا سوچئے اگر حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے ہمراہی اس وقت ظلم وفسق کے مقابلہ میں کھڑے نہ ہوتے تو امت مسلمہ کا انجام کیا ہوتے یزید علیہ لعنہ وعذاب کو اُس کے باپ نے جو ذمہ داری سونپ دیا تھا وہ خالصتاً اس کے حق دار اور موزون نہیں تھا وہ فاسق تھا فاجر تھا شرابی تھا زانی تھا اسلام میں جو حرام تھا اُس نے حلال کیا اور جو حلال تھا اُسے حرام قرار دیا اور اس کے مقابلے میں جناب سید شہداء سیدنا امام حسین علیہ السلام جیسے عظیم

المرتبت جن کی پرورش سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا اور خاتون جنت سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرہ علیہما نے کی ہو جن کی صحبت اور سواری رحمۃ اللعالمین ہو لہٰذا یزید جیسے فاجر کا بیعت نہیں کر سکتا تھا اور اس مقام پر نبی ختم المرتبت کے دین کی حفاظت کرنا تھا سو جناب سید شباب اھل جنۃ نے پایا تکمیل کو پہنچایا اور قیامت تک کے لئے اسلام کو زندہ اور پابندہ کیا اور خود بہتر (۷۲) شہداء سمیت زندہ جاوید ہو اور قیامت تک کے لئے عظیم انقلابی درس صبر و شکر اور ساتھ ساتھ صوم ھدایت کی اہمیت کا درس عطا فرمایا،

شہادت امام حسینؑ کے بعد کائنات انسانی کو دو کردار مل گئے ایک یزیدیت بدبختی، استحصال، جبر، تفرقہ پروری، قتل و غارت گری، اور خون آشامی کا دلدادہ بن گئی اور دوسرا حسینیتؑ، عدل، امن، وفا اور تحفظ گری دین مصطفیٰؐ کی علامت ٹھہری۔

قیامت تک حسینؑ بھی زندہ رہے گا اور حسینیت کا پرچم بھی قیامت تک لہراتے رہیں گے۔ حسینؑ کی روح ایک کربلا سے پھر قطر دہی ہے آج سیدہ زینبؑ کی روح اجڑے ہوئے خیموں سے ہمیں صدا دے رہی ہے آج علی اکبر اور علی اصغر کے خون کا ایک ایک قطرہ اور دریائے فرات پر عباسؑ ابن علی اور تمام شہدائے کربلا کے خون سے رنگین ہونے والا کنارہ ہمیں آواز دے رہا ہے کہ حسینؑ سے محبت کرنے والو! حسینیت کے کردار کو اپنے قول و عمل میں زندہ کر دو، ہر دور کے یزیدوں کو پہنچا دو یزیدیت تمہیں توڑنے کے لئے ہے اور حسینیت تمہیں جوڑنے کے لئے ہے حسینیت اسلام کی دیواروں کو پھر سے اُٹھانے کا نام ہے یزیدیت قوم کا خزانہ لوٹنے کا نام ہے یزید ظلم کا اور حسینؑ امن کا نام ہے، یزید اندھیرے کی عدامت اور حسینؑ روشنی کا مینار ہے۔

آیئے سب ملکر یزیدیت کے خلاف عہد کریں کہ اپنی سرزمین اور اپنے مسلک حقہ صوفیہ نوربخشیہ کو یزیدی فتنوں سے یکسر پاک کریں اسے ایک بار پھر اہل بیتؑ اور صحابہ کرام کی محبتوں کا مرکز و محور بنا دیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العزت پنجتن پاک کے صدقہ سرزمین پاکستان اور مسلک صوفیہ نوربخشیہ کو امن کا گہوارہ بنا دیں۔

☆ ☆ ☆

☆نعت رسول مقبول ﷺ☆

فخر دو عالم نجات نوع انسان آپؐ ہیں
جو نہیں ممکن اسی کی وجہ امکان آپ ہیں
ہیں بنائے دین حق تکمیل ایمان آپ ہیں
حق تو یہ ہے حاصل تفسیر قرآن آپ ہیں
بزم دو عالم میں شمع رشد بن کر آئے ہیں
آپ ہر مشکل کا حل ہر دکھ کا درماں آپ ہیں
چاند سورج کہکشاں میں آپ کا عکس جمیل
اور کیا کہیے کہ عکس حسن یزداں آپ ہیں
محفل دنیا و دیں کی رونقیں ہیں آپ سے
داستان بزم دوعالم کا عنوان آپ ہیں
نور حق سر چشم رحمت مجسم روشنی
ہر وجہ تسکین نظر ہیں راحت جاں آپ ہیں
آپ کے لطف و کرم سے ہے قمر کی زندگی
حشر کے دن بھی مری بخشش کا سامان آپ ہیں

﴿علی احمد قمر﴾

اسلام کا تصور عبادت و اخلاق

محمد عیسیٰ براہوی

اسلام کی طرح چند دیگر الہامی اور غیر الہامی مذاہب میں بھی عبادت کا تصور موجود ہے۔ لیکن اسلام میں عبادت ایک مرتب و منظم طریقے کے مطابق کی جاتی ہے اسلام کا تصور عبادت دوسرے مذاہب کی طرح محدود نہیں بلکہ اسلام کے مطابق ایک دنیوی زندگی بھی اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق گزاری جائے تو وہ بھی عبادت ہے گویا اسلام میں ایسی عبادت کی کوئی اہمیت نہیں جو پوری زندگی پر حاوی نہ ہو، اسلام مکمل دین ہے۔ اس میں عیسائیت کی طرح دین و دنیا الگ الگ نہیں، یہ نہیں کہ جب انسان نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اللہ کا بندہ بن جائے اور جب کاروبار یا تجارت کرے تو زرومال کا بندہ بن جائے، اسلام نے نماز، روزہ زکوۃ اور حج کی صورت میں عبادت و ریاضت کے ذریعے بندے کا براہ راست تعلق ہو انسان کا پورا وجود اللہ کی بندگی میں اس حد تک رچ بس جائے کہ مومن کی زندگی کا ہر کام رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہو۔

اسلام کا تصور عبادت کو رسول پاک ﷺ کی متعدد احادیث میں واضح کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جائز اور حلال ذرائع سے کفایت کرنا، اپنے مسلمان بھائی کے کام کرنا اور اس سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، انسان کو کسی جانور کی بھی مدد کرنا حلال طریقے سے ازدواجی تعلقات قائم کرنا، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا لینا دو افراد کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنا ان تمام امور کو صدقہ اور عبادت قرار دیا گیا اسلام کا نفاذ عبادت اللہ سے اظہار بندگی تو ہے ہی لیکن یہ نظام پوری زندگی پر اثر انداز ہونا اولین شرط ہے۔

اسلام کا تصور اخلاق

اخلاق خلق سے بنا ہے خلق کے معنی ہیں، طبع مختصراً یہ کہ اخلاق اُن اعمال اور اوصاف حمیدہ کو کہتے ہیں جو انسان کی طبیعت کا خاصہ اور فطرت ثانیہ بن جائے یعنی وہ بے تکلف عمل انسانی کا حصہ بن کر اسی کی زندگی پر چھا جائیں۔

اخلاق کی اقسام

اخلاق کی دو اقسام ہوتی ہیں،

۱۔ اعلیٰ اخلاق

۲۔ پست اخلاق

اعلیٰ اخلاق

اعلیٰ اخلاق میں مندرجہ ذیل انسانی اوصاف خاص طور پر قابل ذکر ہیں، امانت، شریفانہ گفتگو رحم و مروت، تقویٰ، صداقت، دیانت داری، عجز وانکساری، ہمدردی، ایفائے عہد، انسانوں سے تو کجا جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک، صبر وتحمل، شرم وحیا، قناعت وغیرہ ان کی فہرست بہت طویل ہے، ان کو فضائل اخلاق یا مکارم اخلاق کہا جاتا ہے جبکہ ان کے حامل افراد اخلاق فاضلہ کہلاتے ہیں۔

پست اخلاق

جھوٹ، بدگوئی، غیبت، تکبر، فحاشی، بے شرمی، بددیانتی، ظلم وستم اور حرص و بدگوئی وغیرہ شامل ہیں۔

اعلیٰ اخلاق کی اہمیت

متعدد قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ میں اعلی اخلاق کی

تاکید کی گئی ہے جن کا خلاصہ یہ ہے۔

وہ شخص بہترین ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور کامل اخلاق والا وہ شخص ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ پاسکتا ہے، جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اخلاق کے بارے میں چند احادیث کے تراجم مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ اللہ کے بندوں میں سب سے پیارا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

۲۔ قیامت کے دن بندے کے ترازو میں حسن خلق سے بڑھ کر وزنی شے کوئی دوسری نہ ہوگی۔ اور یقیناً اللہ کے نزدیک ناشائستہ اور بدکلام شخص ناپسندیدہ ہے۔

۳۔ آنحضور ﷺ سے کسی نے دریافت فرمایا کہ جنت میں لے جانے والی سب سے بڑی چیز کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا اللہ کا تقوی اور حسن اخلاق۔

۴۔ مومن اپنے حسن خلق سے روزہ دار اور نمازی کا درجہ پالیتا ہے۔

۵۔ جو اپنے خلق کو سنوارتے ہیں اس کے لئے خلد بریں میں گھر کا ذمہ لیتا ہوں

۶۔ نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔

اخلاق حسنہ دراصل رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں حسن اخلاق کا مطلب ہے جس کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ انسان خدا کی خوشنودی کی خاطر اعلیٰ اخلاق اپنائے ورنہ وہ اخلاق رذیلہ میں مبتلا ہو کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے گا۔

اعلیٰ اخلاق کے معاشرے پر اثرات

انسان مدنی الطبع ہے وہ ایک دوسرے سے مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے۔ اس دنیا کی بقاء اور قیام ہی اشتراک عمل اور باہمی تعلقات سے ہے ہر انسان کسی نہ کسی حوالے سے دوسرے انسان کا محتاج ہے۔ جب چند افراد مل جل کر رہیں گے۔ تو لازمی طور پر ایک معاشرہ خود بخود وجود میں آجائے گا۔ اگر معاشرے کے افراد حسن واخلاق کے حامل ہوں، تو معاشرہ جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔ اور اگر بداخلاق اور بے راہ روی کا رواج ہو تو انسان اور حیوان میں فرق کرنا ناممکن ہو جاتا ہے اسلام اللہ کے بندوں کو پرامن خوشحالی ہمدرد مخلص، بے لوث، خدمت گزار، متقی، پرہیز گار اور دیانت دار دیکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا عبادات کا حکم دینے سے قبل اعلیٰ اخلاق و کردار کی تلقین کی گئی۔ عرب کے جاہل معاشرے پر اسی اخلاق کا اثر تھا، کہ اسی کے ارکان حضور ﷺ اور مسلمانوں کا اخلاق دیکھ کر ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ خود برصغیر پاک وہند کے غیر مسلم باشندے مسلمان کاملین اور بزرگان دین کے اعلیٰ اخلاق کے گرویدہ بن کر ہی مسلمان ہوئے، اگر آج مسلمان ایک بار اسلامی اخلاق کی اعلیٰ قدروں کو اپنالیں تو ایک بار پھر قرون اولیٰ کی عظمت حاصل کر سکتے ہیں۔

حضور اکرمؐ، اعلیٰ اخلاق کا نمونہ

اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے کلام مقدس کے ذریعے ہی انسانوں کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم نہیں دی، بلکہ ان کے سامنے اخلاق حسنہ کا ایک نمونہ بھی پیش کیا، جو حضرت محمد کی ذات اطہر ہے اللہ نے آپ کے اخلاق کے متعلق فرمایا

''اے محمد بے شک آپ بڑے اعلیٰ اخلاق والے ہیں''

اور خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں''

حضرت عائشہ سے کسی نے پوچھا ''حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ یعنی قرآن نے جن اخلاق فاضلہ کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ حضور اکرمؐ کی سیرت مبارکہ میں موجود ہے۔

☆ ☆ ☆

دانائے مشرق شیخ سعدیؒ

نثار حسین براہوی

دانائے مشرق بلبل شیراز شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

نام: باختلاف روایت شرف الدین یا مشرف الدین تھا۔

لقب: مصلح الدین اور تخلص سعدی تھا۔

جائے ولادت: طوس ہے، طوس شیراز سے چار فرسنگ کی مسافت پر ایک مشہور قصبہ تھا۔

خاندان: شیخ سعدیؒ سادات کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جو ان کی ولادت سے مدتوں پہلے مکہ سے ہجرت کر کے شیراز میں آبسا تھا۔ والد کا نام شیخ عبداللہ شیرازی تھا۔ جو ایک عالم باعمل اور صاحب طریقت بزرگ تھے۔ ماں کا نام بعض مؤرخین نے فاطمہ لکھا ہے۔ وہ بھی بڑی عابدہ اور زاہدہ خاتون تھیں۔

بچپن: شیخ نے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی۔ جہاں ہر طرف دینداری کا چرچا تھا۔ اور ہر وقت قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ صوفی باصفا والد نے ان کی تربیت نہایت اہتمام سے کی۔ چنانچہ چھوٹی سی عمر ہی میں انہیں تمام ضروری دینی مسائل یاد ہو گئے۔ اور عبادت، شب بیداری اور تلاوت کلام پاک کا کمال شوق پیدا ہو گیا۔ تھوڑی ہی مدت میں انہوں نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔

وفات: شیخ نے زندگی کے آخری دنوں میں شیراز سے باہر ایک زاویہ بنوا لیا تھا۔ رات دن وہیں عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ بادشاہ، امراء اور دوسرے لوگ اس جگہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور بقدر ظرف فیضیاب ہوتے تھے۔ اسی زاویہ میں شیخ نے ۶۹۱ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

مزار سعدی: شیخ کا مزار مقام دلکشا سے کچھ فاصلہ پر پہاڑ کے دامن میں ایک بہت بڑی مربع عمارت میں ہے۔ یہ مقام ''سعدیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اہل شیراز ہفتہ میں ایک دن وہاں جاتے ہیں اور مزار پر فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ دانائے مشرق بلبل شیراز شیخ سعدیؒ کی تصانیف مختلف تذکروں میں شیخ سعدی کی تصانیف کا پتہ چلتا ہے۔

(۱) گلستان

(۲) بوستان

(۳) دیوان غزلیات (تین جلدوں میں)

(۵) مجموعہ قطعات در باعیات

(۶) قصائد عربی وفارسی

(۷) تاریخ عباسیہ یا تاریخ بغداد (آٹھ جلدوں میں)

(۸) جزائر افریقہ (چار جلدوں میں)

(۹) کتاب ہیت

(۱۰) تصوف میں چند رسائل

ان کتابوں میں گلستان اور بوستان نے بے مثال شہرت اور مقبولیت حاصل کی، اور دنیا بھر کے دانشوروں نے اپنے سر سعدی کی عظمت کے سامنے جھکائے۔ مشرق اور مغرب کے بیسیوں مصنفین نے شیخ سعدیؒ کے حالات زندگی قلمبند کئے ہیں۔ ان میں سے حالی، شبلی، مزار حیات، براؤن فی جانسٹن اور رضا زادہ شفق قابل ذکر ہیں۔ شیخ سعدی کو نظم اور نثر دونوں فن میں امام تسلیم کیا جاتا ہے۔

دانائے مشرق کے اقوال زریں

۱۔ اپنا راز دوست سے بھی نہ کہو، خواہ دوست مخلص ہو، کیا خبر کہ ایک دن وہ دشمن بن جائے۔ اسی طرح ہر وہ تکلیف جو تم دشمن کو پہنچا سکتے ہو نہ پہنچاؤ، شاید یہی دشمن ایک دن تمہارا دوست بن جائے۔

۲۔ دو انسان ملک اور دین کے دشمن ہیں۔ ایک وہ بادشاہ جس میں حلم (بردباری) نہ ہو، اور دوسرا وہ عابد جس میں علم نہ ہو۔

۳۔ تین چیزوں کو بقا نہیں ہے۔ مال کو تجارت کے بغیر علم کو بحث کے بغیر، اور ملک کو تدبیر کے بغیر۔

۴۔ علم، دین کی خدمت کیلئے (اور اشاعت کیلئے ہے، نہ کہ دنیا کمانے کیلئے۔

۵۔ بدکار عالم ایک اندھا ہے۔ جس کے ہاتھ میں مشعل ہے۔

۶۔ دو آدمیوں نے بے فائدہ تکلیف اٹھائی، اور بے کار کوشش کی، ایک وہ جس نے مال جمع کیا، اور نہ کھایا، دوسرا وہ جس نے علم حاصل کیا، اور اس پر عمل نہ کیا۔

۷۔ ملک کا جمال (رونق) داناؤں سے ہے، اور دین کا کمال پرہیزگاروں سے، بادشاہ داناؤں کی نصیحت کے اس سے زیادہ محتاج ہیں، جس قدر دانا بادشاہوں کی تقریب۔

۸۔ جو راز تو چھپانا چاہتا ہے، کسی سے نہ کہہ، خواہ دوست ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس دوست کے بھی دوست ہوں گے۔ اور اسی طرح سلسلہ چل نکلے گا (بات پھیل جائے گی)

۹۔ نہ اتنی سختی کرو، کہ لوگ تم سے بیزار ہو جائیں، اور نہ اتنی نرمی کرو کہ تم پر دلیر ہو جائیں۔

۱۰۔ جو شخص اپنی تعریف پر خوش ہوتا ہے۔ اور خوشامد پسند کرتا ہے، پرلے درجے کا بے وقوف ہے۔

۱۱۔ ہر انسان اپنی عقل کو بڑا سمجھتا ہے، اور اپنے بچے کو خوبصورت۔

۱۲۔ جو آدمی اچھے وقتوں میں بھلائی نہیں کرتا، وہ برے وقتوں میں دکھ اٹھاتا ہے۔

۱۳۔ جو چیز جلد حاصل ہو جاتی ہے، دیر تک نہیں ٹھہرتی۔

۱۴۔ بہت سے کام صبر سے نکلتے ہیں، اور جلد باز منہ کے بل گرتا ہے۔

۱۵۔ جس کا حساب پاک ہے، اس کا محاسبہ سے کیا ڈر۔

۱۶۔ استاد کی سختی باپ کے پیار سے بہتر ہے۔

۱۷۔ جہاں پھول ہے، وہاں کانٹا، (ہر جا کہ گل است خار است)

۱۸۔ مشک وہ ہے، جو اپنی خوشبو سے اپنا پتہ خود دے، نہ کہ عطار بتائے کہ یہ مشک ہے۔

۱۹۔ اگر روزی کا انحصار عقل پر ہوتا، تو نادان سے بڑھ کر کوئی مفلس اور قلاش نہ ہوتا۔

۲۰۔ بد اصل نیکیوں کا اثر قبول نہیں کرتے۔

۲۱۔ لوگوں کو ستانے والے سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ہے، کہ اس لئے مصیبت کے وقت اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔

۲۲۔ جو شخص اپنے سے بڑے عالم سے اس لئے بحث کرے، کہ لوگ اس کو عالم سمجھیں، تو وہ سمجھ لیں، کہ یہ جاہل ہے۔

۲۳۔ جس نے علم حاصل کیا، اور عمل نہ کیا، وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے ہل چلایا اور بیج نہ بکھیرا۔

☆ ☆ ☆

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت قارئین کی طرف سے موصول شدہ مفید سے مفید تر سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ ہم بار بار قارئین کے گوش گزار کرتے رہتے ہیں کہ جن سوالات کے جوابات پہلے رسالے میں شائع ہو چکے ہوتے ہیں اُن کے جوابات دوبارہ شائع نہیں کیے جائیں گے۔ ہاں اگر کسی کو ان سوالات کے جوابات کا پتہ نہ چل گیا ہو تو وہ حضرات جوابی لفافہ ارسال کریں تاکہ سوالات کے جوابات بذریعہ ڈاک اُن تک پہنچائے جائیں اس شمارے کیلئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر۱: اسلام امن کا درس دیتا ہے، مگر تلوار کے زور پر اسلام کیوں پھیلا؟

سوال نمبر۲: کسی کلمہ گو شخص کو کافر کہنا کیسا ہے اگر اُس کے نظریات اسلامی نظریات سے یکسر مختلف ہوں؟

سوال نمبر۳: حسین علیہ السلام کے سوگ میں زنجیر زنی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال نمبر۴: ہنسی مذاق کے طور پر دروغ گوئی سے کام لینا کیسا ہے؟

(سوال کنندہ مرتضی حنیف یوچنگ والے)

جوابات

جواب نمبر۱: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بالکل ٹھیک ہے کہ اسلام امن کا درس دیتا ہے، موجودہ دور میں انتہا پسندی اور دہشت گردی سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ باقی یہ کہنا اصل حقائق سے چشم پوشی ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پروان چڑھا ہے۔ نہیں بالکل نہیں بلکہ اسلام انبیاء، آئمہ اطہار اور اولیائے کرام کے معجزات کرامات اور بے مثال اخلاق حسنہ کی بدولت اس کرۂ ارض پہ پروان چڑھا ہے۔ جہاں کہیں تلوار کی بات چلی ہے وہ اہل کفر کی طرف سے سراسر جارحیت کے ارتکاب پر دفاعی کارروائی تھی۔ اس دفاعی کارروائی کا نام اسلام میں جہاد اصغر رکھا گیا ہے۔ اس کی تفصیل بہت ہی طویل بحث پر مشتمل ہوگی جس کی یہاں گنجائش نہیں۔ آپ تاریخ اسلام کا بغور مطالعہ کیجئے اور قصص الانبیاء بھی پڑھیں۔

جواب نمبر۲: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صرف کلمہ گو ہونا کافی نہیں ہے بلکہ کلمہ کے تقاضوں کو پورا کرنا بھی ضروری ہے اگر کسی شخص کے نظریات اسلامی نظریات کے یکسر مخالف ہو اور وہ غیر اسلامی نظریات کا حامی ہو تو اس کی کلمہ گوئی شرعاً عبث قرار پاتی ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو کفر کی طرف منسوب کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں۔

جواب نمبر۳: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت امام حسین علیہ اسلام کی بے مثال قربانی کی یاد تازہ کرنا مطابق شرع ہو تو اس پر عظیم ثواب مرتب ہونا شک سے بالاتر ہے۔ اگر مطابق شرع نہ ہو تو ثواب کی توقع رکھنا عبث ٹھہرے گا۔

جواب نمبر۴: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کسی بھی مقصد کے بغیر یونہی کسی کا مضحکہ اڑانے کیلئے کسی پہ جھوٹ کا طومار باندھنا کسی کیلئے بھی زیبا نہیں ہے بلکہ یہ ایک قسم کی بری عادت ہے۔ بری عادت اپنانے سے کنارہ کش رہنا ہر مومن مسلمان کیلئے نہایت ضروری ہے۔

آداب سفرہ

مولانا شکور علی انور

رسالہ آداب سفرہ کے مؤلف کے بارے میں ظن غالب یہی تھا کہ یہ حضرت شاہ ہمدان حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی تصنیف ہے چونکہ میں نے کئی کتابی فہرستوں میں یہی دیکھا تھا۔

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے کتاب میر سید علی ہمدانی میں شاہ ہمدان کے آثار و تالیفات کی فہرست میں شامل کیا تھا اور لکھا تھا۔۳۲۔ رسالہ آداب سفرہ یہ رسالہ تذکرہ کجھی کے ضمیمہ میں چھپ چکا ہے۔

مرحوم مولوی محمد علی کوروی نے ایران سے میر سید علی ہمدانی کے رسائل کی فوٹو کاپیاں فراہم کر دیں۔ اُن رسائل میں رسالہ آداب سفرہ شامل تھا۔ جو کہ چھاپی نسخہ تھا مگر اس کے صفحات کے نمبر ۷۹ سے شروع ہو کر ۸۳ پر ختم ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ضمیمہ میں شامل رسائل میں سے ایک ہے جن کی نسبت حضرت شاہ ہمدان کی طرف کی گئی ہے۔ خیال کردہ ضمیمہ میں مشمول شاہ ہمدان کے رسائل کے نام یہ ہیں۔

ا۔ رسالہ ذکریہ

ب۔ رسالہ چہل مقام صوفیہ

ج۔ رسالہ عقبات

د۔ رسالہ آداب سفرہ

اور یہ رسائل کی فوٹو جس کتاب سے لی گئی ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ سے رسالہ ذکریہ کا آغاز ہوتا ہے اور صفحہ ۶۶ پر ختم ہوتا ہے رسالہ چہل مقام صوفیہ ۶۷ سے شروع ہو کر ۷۰ پر اور رسالہ عقبات ۷۸ ۸ پر ختم ہوتا ہے اس کے بعد رسالہ آداب سفرہ آتا ہے جو صرف پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔ تاہم رسالہ آداب سفرہ کے علاوہ باقی تینوں رسائل پر حضرت امیر کبیر کا نام موجود ہے جبکہ اس رسالے پر آپ کا نام نہیں لکھا گیا ہے۔

اس بات سے شک گزرتا ہے، کہ رسالہ آداب سفرہ کی نسبت غلطی سے شاہ ہمدانی کی طرف کی گئی ہے۔ بہر حال میں نے جو ترجمہ پیش کیا ہے اسی نسخے کی عبارات کا ترجمہ ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی دوسرا موجود نہیں تھا۔

ڈاکٹر ریاض نے آثار میر سید علی ہمدانی میں اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے، مگر وہ لکھتے ہیں۔

یہ رسالہ تذکرہ شیخ کجبی کے ضمیمہ میں چھاپ ہوا ہے اور لکھتے ہیں مؤلف آن یکی از بزرگان است و رسمش معلوم نیست ولی نہ فقط برفی این رسالہ نابہ میر سید علی همدانی منسوب کردہ اند بلکه از سبک آن هم پیدا است که یکی از آثار همان بزرگ است و فصلاً دلیل ندادیم که در انتساب آن به وی تردیدی داشته باشیم ولو اینکه نسخه خطی یا عکسی آن فصلاً در دست ندادیم و ماخذ تذکرہ شیخ کجبی اهم برما اوشن نیست۔

ترجمہ:۔اس کا مؤلف بزرگوں میں سے ایک ہے اور اس کا نام معلوم نہیں بلکہ اس رسالہ کی فقط نسبت ہی میر سید علی ہمدانی کی طرف کی گئی ہے بلکہ اس کے انداز بیاں سے بھی عیاں ہو رہا ہے کہ یہ اسی بزرگ کے آثار میں سے ایک ہے۔ تاہم اس بات کی توثیق میں کوئی علمی ثبوت نہیں پا سکے اس لئے ہمیں اس رسالہ کی نسبت آپ کی طرف کرنے میں تردد ہیں کیونکہ نسخہ چھاپی ہو یا قلمی دونوں سے کوئی نقلی ثبوت نہیں ملتا۔ اور تذکرہ شیخ کجبھی کے ماخذ سے بھی روشنی ملتی۔

رسالے کا اصل مؤلف، اور نسخے

بعض اہل قلم نے رسالہ آداب سفرہ کو شاہ ہمدان کی طرف منسوب کر کے انہیں اس کا مؤلف ٹھہرایا ہے لیکن اس انتساب کی اصل وجہ عارفانہ انداز بیاں اور اسلوب تحریر کی حسین مطابقت بتائی ہے۔ ورنہ شاہ ہمدان کی اکثر و بیشتر تالیفات کے آخر میں والسلام علی من اتبع الھدیٰ لکھا ہوتا ہے۔ یہ کلمات اس کتاب کے آخر میں موجود نہیں ہے۔ اس اسلوب کے فقدان سے یقین ہوتا ہے کہ یہ رسالہ تو شاہ ہمدان کی تالیف کردہ نہیں بلکہ کسی اور بزرگ عارف کامل کا ہے۔

نوربخشی دنیا کے محقق اور کتابیات کے ماہر میرے ہمدرس مولانا غلام حسن سہروردی نوربخشی کی تحقیق کے مطابق یہ رسالہ حضرت قطب الاخطاب علاء الدولہ سمنانی کی ہے۔ تذکرہ شیخ کجی میں غلطی سے شاہ ہمدان کا ظاہر کر کے شائع کیا ہے۔ نجیب مائل ہری کے مطابق مصنفات فارسی شیخ علاء الدولہ سمنانی میں آپ کے چودہ رسالوں کے نام ملتے ہیں اُن میں سے یہ دوسرا رسالہ ہے۔

اور اس کا دوسرا نسخہ قلمی جو دار الکتب قاہرہ میں ۳۵۴ مجامع طلعت کے تحت محفوظ ہے۔ بہر حال رسالے کا مؤلف کوئی بھی ہو اس کی افادیت اپنی جگہ تابندہ اور درخشاں ہے ہم اس کا ترجمہ پیش کر کے مزید عام بنانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

مؤلف کے مختصر حالات زندگی

حضرت رکن الدین علاء الدولہ احمد بن محمد بن احمد سمنانی بیابانکی قدس سرہ ماہ ذوالحجہ ۶۵۹ ہجری میں پیدا ہوئے ملک محمد شرف الدین سمنانی کے نام سے مشہور تھے اور آپ سمنان کے شاہی خاندان سے تھے اور شیخ علاوہ الدولہ سمنانی بچپن میں علم فقہ حدیث لغت اور ادب کے حاصل کرنے میں مشغول ہوئے اور رشید بن ابوالقاسم اور ان کے علاوہ اوروں سے بھی حدیث کی روایات حاصل کیں۔ جوانی کے وقت پندرہ سال کی عمر میں ارغون سلطان غازی ان کی ملازمت اختیار کر لی جو کہ مغول خوانین میں سے ایک تھا۔ اور ایک جنگ میں جو کہ بادشاہ کو دشمن سے پیش آئی ان کو جذبہ لاحق ہوا، اور توبہ کی۔ (سلسلہ ذہب جلد دوم)

۶۸۷ ہجری میں آپ شیخ عبدالرحمان اسفرانی کی خدمت میں بغداد پہنچ گئے اور ان سے ارشاد کا خرقہ حاصل کیا۔ اور دوبارہ خدا تعالیٰ کے گھر کی زیارت سے مشرف ہو کر آئے اور ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت، عبادات اور قسم قسم کی ریاضیت میں مصروف ہو گئے۔ (نفحات)

آپ کا شمار کاملین وقت میں ہوتا ہے۔ طریقت میں آپ کی شان بلند، حال قوی اور ہمت نہایت عالی تھی۔ حضرت نجم الدین کبریٰ کے بعد سلسلہ فردوسیہ میں طریق سلوک و مشرب اہل حق کو آپ ہی نے ازسرنو زندہ کیا۔ تربیت مریدین میں آپ بے نظیر تھے۔ آپ کے دام تربیت میں اکثر شاہبازان راہ سلوک پرورش پا کر مرتبہ تکمیل و ارشاد تک پہنچے ہیں۔ اکثر مشائخ وقت

نے علم تصوف میں آپ کی اقتدا کی ہے۔ (مراۃ الاسرار)

آپ شیخ عبدالرحمن اسفرائنی کے مرید وخلیفہ تھے اور وہ شیخ احمد جورجانی کے اور وہ شیخ اخی الدین لالا کے وہ شیخ مجدد الدین بغدادی کے اور وہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ سلسلہ ذھبیہ صوفیہ نوربخشیہ کے پچیسواں پیرومرشد ہو گزرے ہیں۔ آپ ۷۲۰ کے بعد خانقاہ سکاکیہ (سمنان صوفی آباد) میں سولہ سال کے عرصے میں ایک سو چالیس چلے کئے۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک سو تیں چلے اور کئے آپ کے کمالات و کرامات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ (نحاۃ وحدت)

آپ خانقاہ سکاکیہ سمنان میں گوشہ نشین ہو گئے۔ اور ان کے ارشاد کا فیض اس حد تک پہنچ گیا کہ پچھلے لوگوں کے تمام سلاسل کے آپ جامع ہو گئے۔ اور اپنی تمام ثروت ودولت کو فقراوصوفیا کے لئے وقف کر دئے (سلسلہ ذھب)

آپ چہل مجالس میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے چچا جلال الدین سمنانی بادشاہ وقت ارغون کے وزیر تھے۔ اور میرے ماموں قاضی ضیاء الدین تمام مملکت کے قاضی اور بادشاہ کے مصاحب تھے۔ آپ خود بھی بادشاہ ارغون خان کے مقرب تھے۔

اورآپ نے العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ میں اپنی زندگی کے واقعات وکوائف بڑی تفصیل سے بیان کی ہے اور سرکاری ملازمت کو خیر باد کہہ کر ریاضت و مجاہدوں میں منہمک ہوئے جس کی بدولت آپکو اعتکاف اور چلہ کشی کی خوب فرصت ملی اور مشاہدات ومکاشفات اور مغیبات سے گوھر نایاب حاصل ہوئے اور دنیائے تصوف پر ایک کامل ولی اللہ بن کر ابھرے۔ آپ کی تین ہزار کے قریب تالیفات ہیں۔ فرزندان تصوف کے لئے یہ قیمتی علمی سرمایہ وراثت میں چھوڑ گئے ہیں ان میں سے کتاب العروۃ کو ثبات دوام حاصل ہو گئی۔ اس کے علاوہ آپ کی انمول کتابوں کی فہرست یہ ہے۔ جو عام طور پر دستیاب بھی ہے۔

۲۔ اسرار النقط

۳۔ چہل مجلس

۴۔ بیان الاحسان لاھل العرفان

۵۔ کتاب سرالبال فی المواد والسلوک الحال

۶۔ کتاب القواعد العقاعد وغیرہ۔

☆ ☆ ☆

بقیہ ایمان اور مومن

بندہ مومن کی نماز

بندہ مومن نماز کیلئے جب کھڑا ہوتا ہے تو عجز وانکساری کی تصویر بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ نگاہیں نیچے کیئے ہوئے گردن جھکائے ہوئے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بالکل بے تعلق سنجیدگی، اور خاموشی کا تصور، ادب ووقار کا مجسمہ کبھی اپنے خالق و مالک کے آگے سر جھکاتا ہے تو کبھی اپنی پیشانی اور ناک زمین پر رکھ دیتا ہے کبھی ہاتھ پھیلا کر دعا والتجا کرتا ہے ادب وقار کے ساتھ اُن تمام شکلوں کو اختیار کرتا ہے اسی طرح نماز پڑھنے والے کی جو تصویر سامنے آتی ہے۔ وہ صاف گواہی دیتی ہے بندہ اپنے مالک حقیقی کو دیکھ رہا ہے۔ یہ نمازی کی باطن کا عکس ہوتا ہے۔ اس نماز میں مومن اللہ کے سامنے جسم کے اعضاء اور کمر ہی نہیں بلکہ وہ اپنے دل کو بھی اللہ کے سامنے جھکا لیتا ہے۔ صرف اُس کی پیشانی ہی خاک آلود نہیں بلکہ اُس کی روح بھی اُس مالک حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے۔

☆ ☆ ☆

معاشرے کا مظلوم خادم

محمد ابراہیم مری

جہاں تک مولوی صاحبان کی خدمت اپنے معاشرے میں ہے وہ ہم بھی جانتے ہیں۔ اور ہم معاشرے سے ہی سوال کر سکتے ہیں۔ کہ مولوی صاحبان نے ہمارے معاشرے میں کیا کیا کردار ادا کیا ہے۔ اور کر رہے ہیں، لیکن ہمارے عوام الناس نے یہ تو بالکل ہی بھول گئے ہیں۔ اور مولوی لوگوں کو ایک حقیر درجے میں رکھتے ہوئے ہیں کوئی بھی کسی مصیبت میں مولوی صاحبان کی خبر گیری کا گوارہ نہیں کرتے ہیں۔ اور کسی کام میں مدد نہیں کرتے۔ اگرچہ مولوی صاحبان کی خدمت ہمارے معاشرے میں ہے۔ وہ معاشرے کے کسی دوسرے افراد میں موجود نہیں ہے۔ اور معاشرے میں اُس سے بڑھ کر کوئی خدمتگار نہیں ہے۔ مولوی صاحبان کی خدمت معاشرے کے ہر فرد بشر کے گود سے لے کر گور تک ہے۔ جب بھی کسی مسلمان کے گھر کوئی اولاد جنم لیتی ہے۔ تو فوراً مولوی صاحب کی تلاش شروع ہوتی ہے تا کہ وہ اس مولود کی کان ''اللہ کی کبریائی'' کی سرگوشی کر سکیں۔ پھر جب ازدواجی بندھن میں جڑنے کا موقع آتا ہے تب بھی ''مولوی صاحبان'' کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب کسی کو داعی اجل پکارتا ہے تو اس کے غسل و تکفین و نماز و تدفین کے تمام احکام کی پاسداری کیلئے پھر وہی مظلوم مولوی صاحبان کی باری آتی ہے۔ اور آخر کار قبر میں بھی جا کر تجھے ہی اللہ و رسول کتاب اللہ اور امانت دین دنیا کے بارے میں جب نکیر و منکر تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ تو اس مرحلے میں بھی تجھے ہی ہلا ہلا کر اُن سوالوں کا جواب دلانے اور تلقین سنانے کیلئے پھر وہی بے چارہ مظلوم مولوی صاحبان کی باری آتی ہے۔

غرض یہ کہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں کام آنے والا ملا اب ہماری سطحی نگاہ میں ''دہشت گرد'' بھی ہے اور انتہا پسند بھی اور ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ بھی۔

ارے احمقو!

وہ کون سی رکاوٹ بن گئی تجھے وہ کس قسم کا راستہ ہے؟ شاید وہی راستہ ہوگا کہ تم آج کل اسلام کے احکام کو چھوڑ کر شیطان کے راستے پر جا رہے ہیں۔ اور اپنے اہل و عیال کو بازاروں، شہروں مارکیٹوں اور میلوں کی زینت بنا کر سب مل کے بے حیائی کے دامن کو تھامے جا رہے ہو شاید اسی راستے میں ''مولوی صاحبان'' تجھے نظر آ رہے ہونگے۔ بیوقوفوں کو یہ معلوم نہیں کہ آج کل کے جس راستے پر ہم جا رہے ہیں۔ وہ زمانے جدید ہے کہ قدیم ہے؟ بیوقوفو! یہ راستہ وہی ہے جو زمانہ جاہلیت میں تھا۔

کیونکہ یہ بے حیائی سارے زمانہ جاہلیت میں ہی موجود تھی۔ رواج تھا، یہ تو کوئی جدید زمانہ نہیں۔ ثابت یہی ہوتا ہے کہ تم اپنے کردار کو زمانہ جاہلیت کیساتھ ملاتے جا رہے ہو۔ کیا معلوم ہوا کہ ''مولوی صاحبان'' زمانہ جدید کے خلاف ہے یا زمانہ جاہلیت کے؟

ارے احمقو!

سوچو سمجھو اور اپنی گریبان میں دیکھ کر موازنہ کرو تم تو ویسے ہی دیکھا دیکھی سنی سنائی تو ''مولوی صاحبان'' کے خلاف ہو رہے ہو۔ مولوی صاحبان وہ ہستی ہیں جو ہمارے پہاڑوں میں گھری بستیوں میں ہواؤں کے منہ زور جھگڑے چلتے ہیں برفباری کی سردی ہڈیوں میں گودہ کو بخ کر دیتی ہے۔ اس وقت یہی ''مولوی صاحبان'' رات کے اخیر حصہ میں لحاف چھوڑ کر اور مسجد کھول کر۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر کی ہواؤں سے فضاء میں رس گھولتا ہے۔ پھر ذکر میں مشغول ہو کر کسی ''گرائیں'' کا انتظار کرتا ہے۔ کہ کوئی بابا سوٹی ٹیکتا ہوا پہنچ جائے تو جماعت کی رونق سے ورنہ اکیلے نماز کی حرارت سے اس خانہ خدا کو آباد رکھتا ہے موسم گرما میں لو چلتی ہے گرمی کی شدت سے اُڑتے، پرندے دم توڑ جاتے ہیں تو عین دوپہر کے وقت یہی مولوی صاحبان ہمیں اللہ کی بندگی کا احساس دلاتے ہیں۔

سوچئے تو کسی دن رات میں پانچ مرتبہ گرمی ہو کہ سردی ہر موسم میں اذان اپنے مقرر وقت پر خود بخود کیسے ہوتی ہے؟

شہروں میں جب لشکارے مارتی گاڑیاں اور گاؤں کے بہشت گول ماحول میں صنوبر کی شاخ پر بیٹھی قمریاں اپنی خوش الحانیوں سے آغاز سحر کرتی ہے۔ تب کسی گھروندے سے رومانوی کے میں قرآن کریم کی تلاوت کی بوڑھی سی آوازیں آنا شروع ہوتی ہے۔ اور بفضل تعالیٰ آج کے دور میں تمام نوربخشی برادران کے گھروں میں بچے بچے تلاوت کرتے ہیں۔ اور اپنے توتلی زبانوں سے اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن پوچھنے پر اس کے پیچھے بھی کسی مظلوم ''مولوی صاحب'' کی محنت کارفرما ہوتی ہے۔

تو برادران تصوف، اپنے معاشرے کے مولوی صاحبان کی قدر کرو کیونکہ بروز آخرت بھی اسی امانت کے ساتھ ہی ہمارا حشر و نشر برپا ہوگا تو دنیا میں بھی انہی مولویوں کے ساتھ دو کیونکہ مولوی صاحبان ہمارے حال پیدائش میں آذان واقامت کو کان میں سرگوشی کرنے والا اور ہمارے جوانی و بڑھاپے میں قرآن و حدیث وفقہ کے علوم سے بہرہ مند کرنے والے یہی مظلوم مولوی صاحبان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مولوی صاحبان کو حق گوئی کی اور عوام کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں جینے کی پابندی وہاں مرنے کی پابندی

☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 39 سے

دل مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ہندوستان میں بسنے والے تمام نوربخشی بہن بھائیوں کو سلام، ساتھ ہی قارئین نوائے صوفیہ کو بھی سلام ہو۔ (اکبر جاوید ابدالی شگری، نمائندہ نوائے صوفیہ شگر)

☆ ☆ ☆

ایمان اور مومن

سید شہاب الدین

قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر اللہ رب العزت اہل ایمان سے مخاطب ہے۔

کبھی: یا ایھا الذین امنو امنو باللّٰہ

تو کبھی: یاایھا الذین امنو اتقو اللّٰہ

کسی نے حضرت علیؑ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا، ایمان دل سے معرفت، زبان سے اقرار اور اعضاء وجوارح سے عمل کرنا ہے۔ کسی بندے کا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اسے خود اپنے پاس موجود اشیاء کے مقابل اللہ تعالیٰ کے پاس موجود اشیاء پر زیادہ بھروسہ نہ ہو۔ امام الاولیاء حضرت علی دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے، ایمان چارستونوں پر استوار ہے۔ صبر، یقین، عدل اور جہاد۔

ایمان کی زینت طہارت باطنی اور ظاہری میں نیک اعمال بجالاتا ہے جو شرائط ایمان پر عمل پیرا ہو گا وہی نجات یافتہ ہے۔ جس کا ایمان سچا ہے وہی کامیاب ہے۔

مومن کی چند صفات

مومن کی خوشی اُس کے چہرے پر اور اُس کا غم اس کے دل میں ہوتا ہے، سب سے زیادہ کشادہ سینے کا مالک ہوتا ہے۔ اور اُس کا نفس ذلیل ترین ہوتا ہے۔ اپنے نفس کو ہمیشہ کمتر سمجھتا ہے۔ تاکہ غرور میں مبتلا نہ ہو اُس کے اوقات عبادت میں بسر ہوتی ہے۔

ہر ایک سے دوستی نہیں کرتا نرم مزاج اور خوش اخلاق ہوتا ہے اُس کا نفس چٹان سے زیادہ سخت اور مضبوط ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے غلام سے زیادہ ذلیل بن کر رہتا ہے۔

مومن کے تین وقت ہوتے ہیں۔ ''ایک وقت جس میں وہ اپنے پروردگار سے دعا و مناجات کرتے ہیں''۔ ''دوسرا وہ وقت جس میں وہ اپنی روزی کے لئے کوشش کرتا ہے''۔ ''اور تیسرا وہ وقت ہوتا ہے جس میں وہ اپنے نفس و لذت کے متعلق غور کرتا ہے کہ کونسی حلال اور پسندیدہ ہے''۔

مومن مومن کا بھائی ہوتا ہے لہٰذا کوئی مومن کبھی دوسرے مومن کو دھوکا نہیں دیتا اور نہ اُسکی عیب جوئی کرتا ہے اور نہ ہی اُس کی مدد میں کوتاہی کرتا ہے۔ مومن کو پریشان نہ کرو ورنہ تمہاری نیکیاں درخت کی چھال کیطرح اتار لی جائیں گی۔ مومن کی فراست سے خائف رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ جب رات آجاتی ہے تو وہ اپنے چہرے کو زمین پر رکھ دیتا ہے، اور اللہ کے حضور اپنے بدن کے تمام محترم اعضاء کے ذریعے سجدہ بجالاتا ہے۔ اور اپنے اُس رب کی مناجات میں مشغول ہو جاتا ہے جس نے اُسے آزاد خلق کیا۔

مومن کا شرف اُس کا ایمان اور اُس کی عزت اطاعت خدا ہے دنیا مومن کا قید خانہ، موت اس کا تحفہ، اور جنت اُس کی پناہ گاہ ہے۔ مومن کی نشانی صداقت و یقین ہے۔ مومن کے لئے دنیا تربیت گاہ ہوتی ہے اور اس کی لگن عمل، موت اُس کا تحفہ، اور جنت اس کا انعام ہوتا ہے، مومن جب دیکھتا ہے تو عبرت حاصل کرتا ہے اور جب بولتا ہے، تو ذکر الٰہی کرتا ہے۔ جب اُسے عطا کیا جاتا ہے تو شاکر ہوتا ہے۔ اور جب وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے مومن ہر وقت اپنی خواہشات اور حواس پر غالب رہتا ہے مومن شادمانی کے عالم میں شاکر اور بلاؤں میں صابر اور آسائش کے وقت خدا سے ڈرنے والا ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر 23 پر)

رہنمائی برائے طلباء وطالبات

مہدی علی ربانی

ارض شمال کو جس طرح خالق کون ومکان نے قدرتی حسن کا شاہکار بنایا ہے۔ اسی طرح وہاں کے رہنے والوں کو بھی مالک کون ومکان نے فطری صلاحیتوں سے مالا مال کر رکھا ہے۔ یہاں کے مکینوں میں ہمالیہ وقراقرم کے چوٹیوں کی طرح بلند عزم وہمت، بہتے نہروں اور دریاؤں کی روانی کی طرح جوش اور جذبہ اور حسین وادیوں کے خوبصورت نظاروں کی طرح ان میں حسن ولطافت پایا جاتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے یہ خطہ دور جدید کی کئی اہم سہولتوں سے محروم ہے۔ اس محرومی کی بنیادی وجہ یہاں پر تعلیم کا فقدان ہے۔ گو کہ یہاں کے طلباء میں وہ تمام صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں جو دور جدید کے تقاضوں کو پورا کر سکیں لیکن ان میں اپنے مستقبل سے ناآشنائی اور منظم قسم کی تعلیمی رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے اکثر طلباء میٹرک ہی پاس نہیں کر سکتے اور جو میٹرک پاس کر لیتے ہیں ان میں سے بھی کم از کم نوے فیصد طلباء اعلیٰ تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ہمارے طلباء کی کم علمی اس حد تک ہے کہ اگر آپ کسی ہائی سکول میں جا کے نہم ودہم کے طلباء سے سروے کیا جائے تو ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ کم از کم ۸۰ فیصد طلباء اس بات سے بے خبر ہوں گے کہ میٹرک کے بعد انہیں کون سی شعبہ تعلیم اختیار کرنا ہے۔ اور باقی طلباء جنہوں نے جونسا بھی شعبہ تعلیم سوچ رکھا ہو انہیں اس بات کا علم نہیں کہ ان کی صلاحیتیں کیا ہیں؟ اور اس منتخب شدہ شعبے میں کامیابی کے کیا توقعات ہیں؟

رہے گی سادہ کتاب کب تک : کبھی تو آغاز باب ہوگا
سحر کی خوشیاں منانے والو : سحر کے تیور بتا رہے ہیں
ابھی تو اتنی گھٹن بڑھے گی : کہ سانس لینا عذاب ہوگا

ہمارے طلباء کے اپنے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے NYF اسلام آباد نے نوائے صوفیہ کی وساطت سے ایک ایسا مضمون شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں تعلیمی رہنمائی کا مکمل حل موجود ہو۔ اس سلسلے میں ہم قوم کے طلباء و طالبات کو مختلف سکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے داخلے، ناردرن ایریاز کے لئے مختص سیٹوں، وظیفوں، فیس اور دیگر سہولیات کے متعلق معلومات پہنچانے کی بھرپور کوشش کرینگے۔ گو کہ یہ ایک کٹھن کام ہے۔ لیکن ہمت مرداں مدد خدا، ساتھ ساتھ ہماری اس مشن کا کامیاب کرانے کیلئے ہمیں ان اساتذہ کرام، طلباء وطالبات اور دانشوروں کے بھرپور تعاون کی ضرورت ہے، جو ہمیں اپنے اپنے سکولوں، کالجوں اور جامعات کے متعلق ضروری تفصیلات ارسال کر سکے آپ ہمیں معلومات بذریعہ خط یا ای میل ارسال کر سکتے ہیں ہمارا ای میل ایڈریس، nyf_islamabad@yahoo.com، ہے اور خطوط آپ NYF اسلام آباد جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ گلی نمبر 40 سیکٹر G-7/4 اسلام آباد کے پتے پر ارسال کر سکتے ہیں۔ آج کے اس تعارفی مضمون میں ہم طلباء وطالبات کے حضور تعلیم کے مختلف شعبوں کے بنیادی معلومات پیش کرتے ہیں۔

مختلف شعبہ ہائے تعلیم کے بارے میں بنیادی معلومات

ہمارے ملک میں تعلیم کے دو نظام ہیں ایک اردو میڈیم

اور دوسرا انگلش میڈیم، ملک کے بیشتر گورنمنٹ سکولوں اور کالجوں میں اردو میڈیم رائج ہے جبکہ پرائیوٹ سکولوں اور کالجوں میں انگلش میڈیم ذریعہ تعلیم ہے۔

عزیز طلباء آپ سب جانتے ہیں کہ آٹھوں جماعت تک سب ایک ساتھ پڑھتے ہیں جبکہ نویں جماعت سے سائنس اور آرٹس میں آپ کی ہم جماعت طلباء وطالبات علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ گو کہ نویں جماعت آپ کے مستقبل کا ایک دوراہا ہے جہاں سے آپ نے اس راہ کو منتخب کرنا ہے جس میں آپ کی دلچسپی ہو اور آپ کی صلاحیتیں اس راہ کے مطابق ہوں۔ جس راہ کو آپ منتخب کرتے ہیں اس کی آگے مزید شاخیں ہوتی ہیں جنھیں ہم ذیل میں تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔

مڈل پاس: سائنس یا آرٹس

1۔ سائنس: میٹرک سائنس جماعت کے ساتھ پاس کرنے کے بعد آپ مندرجہ ذیل شعبہ تعلیم کو اپنا سکتے ہیں۔

ا۔ پری میڈیکل ۳۔ کمپیوٹر سائنس (4) ڈپلومہ

۲۔ پری انجینئرنگ ۴۔ کامرس ۶۔ آرٹس

۷۔ CAT

اب ان کی مزید تفصیلات ذیل میں بیان کی جارہی ہے۔

1۔ پری میڈیکل: FSC پری میڈیکل کرنے کے بعد آپ ان شعبوں کو اختیار کر سکتے ہیں۔

ا۔ MBBS ۲۔ BDS ۳۔ BSC

۴۔ B.Pharmacy ۵۔ کامرس B.Com

۶۔ آرٹس B.A ۷۔ CA ۸۔ CIMA

۱۰۔ BBA

2۔ پری انجینئرنگ:۔ FSC پری انجینئرنگ میں کرنے کے بعد ذیل کے شعبے اختیار کر سکتے ہیں۔

ا۔ BE ۲۔ BSC ۳۔ BBA

۴۔ CA ۶۔ BS

۷۔ B.A ۸۔ B.Com

3۔ کمپیوٹر سائنس: ICS کرنے کے بعد آپ ان شعبوں کو اختیار کر سکتے ہیں۔

ا۔ BCS ۲۔ BS ۳۔ BBA

۴۔ CA ۶۔ BSc ۷۔ B.A ۸۔ B.Com

4۔ ڈپلومہ: میٹرک کے بعد ڈپلومہ کیا جاتا ہے اس کے کئی شعبے ہیں۔

ا۔ الیکٹریکل ۲۔ مکینکل ۳۔ سول ۴۔ کیمیکل

ڈپلومہ کے بعد آپ مندرجہ ذیل شعبہ جات میں مزید پڑھ سکتے ہیں۔

ا۔ B.E ۲۔ BSc ۳۔ BS

4۔ کامرس: کامرس وہ شعبہ ہے جو آپ میٹرک سائنس و آرٹس میں پاس کرنے کے بعد اختیار کر سکتے ہیں البتہ آگے آپ سائنس کی طرف نہیں کر سکتے۔ I.Com کرنے کے بعد آپ مندرجہ ذیل شعبے اختیار کر سکتے ہیں۔

ا۔ B.com ۲۔ B.BA ۳۔ CA ۴۔ CIMA

(ب) میٹرک آرٹس مضامین کے ساتھ پاس کرنے کے بعد آپ مندرجہ ذیل شعبے اختیار کر سکتے ہیں۔

ا۔ ایف اے ۲۔ آئی کام ۳۔ CAT ۴۔ CIMA

ا۔ ایف اے کرنے کیلئے آپ کے پاس مضامین کی لمبی فہرست دستیاب ہوئی ہے جن میں سے آپ کو تین مضامین ایک ساتھ اختیار کرنا ہوتا ہے۔ آپ ایف اے میں جو مضمون اختیار کرتے ہیں وہی آپ کی تعلیمی کیریئر کا بنیاد بن جاتا ہے۔ عموماً ہمارے طلباء وطالبات اس نازک موڑ پر صحیح رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ ایسے مضامین اختیار کر لیتے ہیں جو وقتی طور پر انہیں سہل ہوتی ہیں۔

﴿بقیہ صفحہ نمبر 8 پر﴾

دنیائے تصوف کی خبریں

NYF

تلس ہیومن ویلفیئر آرگنائزیشن (رجسٹرڈ) گلگت

یونٹ کا بجٹ اجلاس

آج مورخہ 4 فروری 2007ء بروز اتوار تلس ہیومن ویلفیئر آرگنائزیشن گلگت یونٹ کا بجٹ اجلاس تلس ہاؤس کنوداس گلگت میں منعقد ہوا۔ جب مہمان خصوصی ممبر قانون ساز کونسل انجینئر محمد اسماعیل تھے۔ اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا تلاوت کلام پاک کی سعادت صوفی اختر علی نے حاصل کی طالبعلم سکندر علی نے نعت رسول مقبول پیش کی سٹیج سیکرٹری کے فرائض الیاس حسین نے انجام دیے جبکہ جنرل سیکرٹری علی حسن صاحب نے خطبہ استقبالیہ میں تنظیم کے اغراض و مقاصد اور تلس کے بنیادی مسائل سے آگاہ کیا بعدازاں فنانس سیکرٹری ایف۔اے انصاری نے 31 دسمبر 2006ء تک کا بجٹ پیش کیا گیا تنظیم کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے انجینئر محمد اسماعیل صاحب نے تنظیم کے سرگرمیوں کو سراہا اور مذکورہ تنظیم کی ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرتے ہوئے کیمونٹی پبلک سکول کیلئے ایک لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا اور نئے ترقیاتی پروگرام میں تلس کیلئے اے کلاس ڈسپنسری وٹرنری ہسپتال اور دستکاری سکول کے قیام کا بھی اعلان کیا۔

آخر میں تنظیم کے صدر علی محمد صاحب نے مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دستکاری سکول وٹرنری ہسپتال اور اے کلاس ڈسپنسری کے قیام کو ترقی کی راہ میں ایک اہم سنگ میل قرار دیا۔

اجلاس دُعائیہ کلمات کیساتھ اختتام پذیر ہوا۔

☆☆☆

سفر نامہ

مسجد امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے حوالے سے اپنے حالیہ دورہ کراچی چندہ مہم کے بارے میں قلمبند کر رہا ہوں۔ میر سید علی ہمدانیؒ جو تبلیغ دین کے سلسلے میں بلتستان تشریف لائے تھے آپ تھلے سے شگر کی جانب سفر کرتے وقت (لودس دلتیر) میں قیام فرما کر یہاں ایک چھوٹی سی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور اس کے صحن شریف میں اپنی عصا مبارک زمین میں گاڑ کر ہرے بھرے کر دیے۔ آپ کی یہ زندہ جاوید کرامت اب بھی ایک بید کے درخت کی صورت میں موجود ہے۔ جو صدیوں سے گم نام اور خستہ حالی کی صورت میں پڑا رہا۔ انجمن نے پچھلے دو سالوں سے اس کی تعمیر شروع کی ہے اور اب یہ مقدس جگہ زیر تعمیر ہے اور تعاون طلب ہے اس سلسلے میں راقم اور میرے ساتھی ابراہیم صوفی جو ایک انتہائی مخلص اور نیک انسان ہے دونوں نے کراچی کا دورہ کیا۔ اللہ کے فضل اور بزرگوں کی دعاؤں کی بدولت لوگوں نے اچھا خاصا تعاون کیا۔ مزید تعاون کے لئے یقین دھانی کی گئی پر خلوص دعائیں اور بے حد حوصلہ افزائی کے ساتھ ہمیں رخصت کیا۔ یہ ہمارے لئے ایک اعزاز کی حیثیت رکھتا ہے اور اس متبرک نشانی کی کرامات کے واضح ثبوت بھی ہیں۔ ورنہ کراچی جیسے بین الاقوامی شہر جہاں مصروفیات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ دن رات کا تصور ختم ہو گیا ہے۔ چھوٹے بڑے طبقے معمول کے مطابق روزی کمانے میں ہمہ وقت مصروف کار ہیں۔

جدید تیز رفتار موٹر کاروں کی قطاریں دن رات لگی رہتی ہیں باوجود کہ آدمی سے ملاقات کا ٹائم ہی نہیں ملتا۔لوگ ضروری پیغام کے لئے کانوں سے موبائل فون لگائے گفتگو جاری رکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ایسے میں کسی کا کیا سننے کا موقع ملتا تھا۔ یہاں روزی کمانے کے بہتر مواقع مناسب آب وہوا شہری ماحول کی بہتری کی وجہ سے دنیا کے کونے کونے سے نظریں کراچی کی طرف جمائے رکھی ہیں۔اس نسبت سے کراچی کو غریبوں کی ماں کہا جاتا ہے۔کراچی میں خاص کر بزرگوں کی زیارت کی کثرت اوران کی حفاظت وحرمت کے تحفظ ان سے گہری عقیدت کی وجہ سے رزق کی کمی نہیں ہے۔ناچیز کو درگاہ عالیہ عبداللہ شاہ غازیؒ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔آپ کے مزارشریف پر صبح سے شام تک لوگوں کا ہجوم لگا رہتا ہے۔مزار شریف کے مدمقابل میٹھے پانی کا ایک کنواں ہے جو آپؒ نے کرامات سے جاری کیا تھا۔اس کا تحفظ اچھے طریقے سے کیا ہوا ہے۔بالخصوص وہ جگہ مبارک جہاں آپ چلہ کشی کیا کرتے تھے بہت عمدہ طریقے سے حفاظت کی ہوئی ہے۔ ان پر نظریں دوڑانے کے بعد ہمیں یہ احساس ضرور ہوتا ہے۔کہ ہم اپنے بزرگان دین اور خصوصاً مبلغ گلستان میر سید علی ہمدانیؒ کی نشانیوں کو ہم کس حالت میں رکھے ہوئے ہیں بہت سی مسجدیں ایسی ہیں جہاں کوئی پرسان حال نہیں ہے محرابوں پر جالا لگی لگا ہوا ہے کچھ نشانیاں تو عدم سے ہمکنار ہونے کے حد تک پہنچ چکی ہیں۔

لیکن افسوس ہمیں ان چیزوں کا خیال تک نہیں ہے۔وقت ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے ایک ان مبارک نشانیوں میں کیا چیز پوشیدہ ہیں علی ثانی کی تعلیمات کیا ہیں شرافت سادگی ایمان داری ہماری قدیم روایات ہیں،امن وسکون اور سچائی ہماری حصے میں آئی ہوئی ہے ہمارے اندر ایک عالمگیریت سمائی ہوئی ہے۔ اور ہمارا کردار ایک نمونہ عمل ہے۔اقبال فرماتا ہے۔

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

اسلام ہمیں وسیع النظری کا درس دیتا ہے۔تنگ نظری کا نہیں،اسلام بھائی چارگی کا دین ہے۔اجتماعی اعمال کو پسند کرتا ہے۔گروہی اعمال کو پسند نہیں کرتا۔لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہماری تنگ نظری نے ایک موتی کے دو ٹکڑے کیے ہیں۔نوجوان نسلوں کے ضمیر پراگندہ کررہے ہیں اُن کو جذباتی بنایا جارہا ہے۔ میں نوائے صوفیہ کے ذریعے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نوجوان قوم کی امانت ہیں قوم کی تکمیل ان کے ہاتھ میں ہے ہمارے مخالفین کو امن پسندی اور روحانی تعلیمات سے چڑ ہے۔ اس لئے وہ ہماری اخلاقی قدروں کو پامال کر کے انتہا پسندی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ ہمارے درمیان منافرت پھیلا کر ایک دوسرے سے لڑوانا چاہتے ہیں۔اس لئے ہمیں سنجیدگی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔اور صبر وتحمل سے کام لینا ہوگا ہمیں ہر حال میں ان روحانی تعلیمات کا تحفظ کرنا ہوگا۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

اس لئے عہد کریں کہ ہم منصفانہ اور غیر جانب دارانہ طور پر اصل حقائق کو سمجھیں اور فرقہ بندی کے بجائے ہم ایک ہوکر موتی کے دو ٹکڑوں کو جوڑنے کی کوشش کریں۔اور علی ثانی کی تعلیمات کو عام کریں۔ان کی مبارک نشانیوں کی قدر کریں اپنی جان سے بڑھ کر ان کی حفاظت کریں۔زبانی بحثوں کو چھوڑ کر عملی میدان میں آگے نکلنے کی کوشش کریں۔اور یہ واضح کریں کہ ہمارا اصل نصب العین کیا ہے تبھی تو اجڑے گلستان میں پھر سے بہار آسکتی ہے اور دشمن کے منہ پر طمانچہ پڑے گا۔ورنہ

پیٹ پرستی اور عالی شان محلات کے خواب ہمیں تنگ کریں گے موٹر گاڑیوں کے نشے ہمیں بدحواس کر کے رکھ دیں گے روز بہ روز ہماری بے سکونی میں اضافہ ہوتا جائیگا۔

☆☆☆

کراچی میں پروقار تقریب

آج مورخہ 26 فروری بروز پیر بمقام فاچو ہاسٹل گلشن اقبال کراچی میں ایک پروقار تقریب بموضوع "نوربخشی قوم آج اکیسویں صدی میں پسماندہ کیوں ہے؟ اس کی وجوہات اور مسائل کا حل؟ منعقد ہوئی۔ جس میں گلشن اقبال کے نوربخشی ہاسٹلوں کے طالب علموں نے پرجوش انداز میں شرکت کی جس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض فاچو ذکریا علی نے انجام دیا۔ نجم الدین ہمدانی نے تلاوت کلام کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد فاچو محمد نعیم نے نوربخشی قوم کی زبوں حالی پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور انہوں نے نوربخشی بزرگوں کی خدمات کے بارے میں بھی حاضرین کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد شکیل احمد نے نعت شریف کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد کرامت علی نے معاشرے میں موجود خرابیوں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے بے حیائی کو تمام معاشرتی خرابیوں کی جڑ قرار دیا اور انہوں نے کہا کہ جس قوم میں حیا نہیں اُن میں ایمان نہیں اس کے بعد محمد معراج نے نوربخشی طلباء برادری کے مختلف مسائل کے بارے میں آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک طالب علم کو گاؤں سے باہر شہر میں گائیڈ لائن کی ضرورت ہوتی ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کا قیمتی سال ضائع ہوتا ہے۔ انہوں نے سینئر طلبا سے گزارش کی کہ وہ نوربخشی طلباء کے لئے مناسب گائیڈ لائن کا بندوبست کریں۔ نجم الدین ہمدانی نے اپنی تقریر میں کہا کہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی قوم کی ترقی کی بنیادی وجہ حصول علم ہے۔ جب تک مسلمانوں نے علم حاصل کیا وہ دنیا پر چھائے رہے۔ مسلمانوں نے دنیا کو ابن الہیثم، جابر بن حیان، البیرونی اور بوعلی سینا جیسے سائنسدان دیے۔ مگر جب مسلمانوں نے حصول علم سے جی چرایا مغرب مسلمانوں سے آگے نکل گیا۔ اے نوجوانو! اب بھی وقت ہے کہ حصول علم کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں تاکہ اپنی کھوئی ہوئی منزل کو دوبارہ حاصل کریں اور دنیا کی ایک بار پھر رہنمائی کریں۔ اسلام کی روح تصوف ہے اور اس کے ماننے والوں کو صوفی کہا جاتا ہے۔ آیئے ہم سب صوفی بن کر اس پاک مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بناتے ہیں۔

محمد علی نے کہا کہ اگر ہم میں جذبہ تعمیر زندہ ہے تو پھر ہم میں کس چیز کی کمی ہے۔ جذبات سے انسان کا فطری تعلق ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم وغیرہ جن کی خدمات سے اسلام کا نام روشن ہوا۔ قائد اعظم کی مثال لیں اس کی دن رات کی انتھک محنت سے آج ہم ایک آزاد مملکت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آج کے دور میں جذبات کے غلط استعمال سے ہم مختلف مسائل کا شکار ہیں۔ ہماری پسماندگی کی وجہ ناخواندگی ہے۔ ہمارا ضلع پسماندہ اور خاموش غفلت کی وجہ سے پیچھے رہ گیا ہے اس کا تدارک کرتے ہوئے بچوں کی تعلیم پر زور دیں۔ آج بچوں کی تعلیم پر توجہ دیں تو اکیسویں صدی میں نوربخشی کا نام عروج پر ہوگا۔

فاچو محمد شاکر صاحب نے کہا کسی قوم کا زوال اُس وقت شروع ہو جاتا ہے جب علم و عمل سے دور بھاگتے ہیں علم و عمل میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ حضرت محمدؐ کے دور میں علم و عمل کی بناء پر اپنے سے کہیں بڑے دشمنوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ ہم

میں جس کسی چیز کی کمی ہے ہمارے علاقے میں مدرسے اور سکول وغیرہ کی کمی ہے مدرسے اور سکول سے تعلیم یافتہ قوم پیدا ہوتی ہے یہی ہمارے مذہب صوفیہ کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

عبدالکریم صاحب چیئر مین الفیضان ہاسٹل نے اپنی تقریر میں کہا، حضرت محمدؐ نے دین اسلام کو مکمل کر کے دے دیا۔ حضرت شاہ سید محمد نوربخش نے وہی دین ہو بہو ہمارے سامنے لایا۔ یہی دین صوفیہ نوربخشیہ ہے۔ سب سے بنیادی وجہ جس کی وجہ سے ہم بہت پیچھے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ہم میں ایمان کی کمی ہے اگر ہم ایمان کو اپنے اندر بڑھائیں تو ہم دین یعنی صوفیہ نوربخشیہ کو آگے لے جاسکتے ہیں۔ ہمارے لوگوں میں منافقت نہ ہوتو ہم دن دگنی رات چگنی ترقی کر سکتے ہیں۔ حق و باطل ہر دور میں ہوتے ہیں لیکن حق کیساتھ انسان فرشتوں سے بھی آگے جاسکتے ہیں۔ اگر وہ محنت کرے لیکن ایمان اور سچائی کیساتھ۔

الیاس منڈوق چیئر مین B.S.F ہاسٹل نے اپنی تقریر کا آغاز اس شعر سے کیا،

نگاہ بلند سخن دلنواز جان پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کاروں کے لئے

ہمارے نوجوان باشعور ہیں۔ یہی نوجوان مستقبل میں آگے آ کر دین کے لئے بہت کچھ کریں گے۔ ہمارے لوگوں میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر عمل کرنے والے کم ہیں۔ ہمارے سارے علماء دین حق کے لئے کام نہیں کر رہے ہیں کچھ علماء سو رہے ہیں جو ہمیشہ مذہب میں بگاڑ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم شاہ سید محمد نوربخش کی تعلیمات پر عمل کریں گے۔ تو ہم انشاء اللہ آنے والے دنوں میں اپنی قوم کو بہت آگے لے جاسکتے ہیں۔

فاچو غلام مہدی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہم اکیسویں صدی میں پسماندہ ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اندر موجود خامیوں کو دور کریں ہمیں اپنے معیار تعلیم کو سمجھنا چاہیے۔ اور اس پاک مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی ترقی کے لئے تعلیم کے ذریعے کوشش کریں۔

اس کے بعد فاچو محمد یوسف نے نعت شریف پڑھی، مہمان خصوصی محمد نواز عابدی نے اپنی تقریر میں کہا کہ کسی بھی قوم ملک کی ترقی میں تین چیزیں خاص ہوتی ہیں۔ علم، طاقت، معشیت یتیم وہ ہے جس کے پاس علم نہ ہو بلتستان میں نوربخشیوں کی اکثریت ہونے کے باوجود ہمدانی سیالکوٹی، سید علی کریمی وغیرہ نے مسلک نوربخشیہ کو نقصان پہنچایا۔ معشیت کی کمزوری کی وجہ سے لوگ مذہب بدل دیتے ہیں علماء مسلک کی ترقی کا ضامن ہے۔ آج علماء بنتے وہی جاتے ہیں جو اس کے قابل نہ ہو۔ مسلک میں ایمان والوں کی کمی نہیں لیکن مذہب سے متعلق تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔

صدر محفل جناب فاچو ذاکر حسین نے کہا کہ آج اکیسویں صدی میں بھی ہمارے علاقے کو پسماندہ علاقہ اور مسلک کو پسماندہ کہنے پر افسوس کی بات ہے اس مسلک کو پسماندہ رکھنے کی اصل وجہ نام نہاد علماء کا ہونا ہے۔ اور اب تک ہم نے اپنی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ ہمیں اس بات پر افسوس ہوتا ہے۔ کہ ہم میں اتفاق، اتحاد اور تنظیم کی کمی ہے انہوں نے کہا قوم سے مراد افراد کا ایسا مجموعہ ہے جو مشترکہ مقاصد اور احساسات کی وجہ سے متحد ہو۔ گویا قوم ایک ایسی آبادی ہے جو زبان، افکار اور رسم و رواج کی بنیاد پر متحد ہو کر ایک وحدت بن جائے۔ جب تک کسی گروہ کے افراد میں مشترکہ روایات، مشترکہ مذہب اور مشترکہ احساس اجتماعیت نہ پایا جائے تو اس میں جذبہ قومیت پیدا نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ متحد ہو کر رہ سکتے ہیں۔ یہ پاک مسلک ہر طرح

سے مکمل ہے ہمیں نوربخشی ہونے پر فخر ہونا چاہیے۔ ہمیں اپنے علاقے سے باہر اس پاک مسلک کے سفیر کا کردار ادا کرنا ہوگا۔ تعلیم ہماری پسماندگی کی اہم وجہ ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس پاک مسلک کی ترقی کے لئے ہر جگہ تعلیم کو اجاگر کریں یہی مسائل کا حل ہے۔ آخر میں الفیضان کے چیئرمین عبدالکریم صاحب نے اختتامیہ دعا کرنے کے بعد تقریب کا اختتام کیا۔ (سیکرٹری نشر و اشاعت ، فاچو زکریا علی، گلشن اقبال کراچی)

☆☆☆

اسلام آباد میں سید محمد نوربخش کا عظیم الشان عرس

معروف صوفی بزرگ حضرت شاہ سید محمد نوربخش کے عرس کے موقع پر جامع مسجد اسلام آباد میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت علامہ محمد بشیر صاحب نے کی اس موقع پر عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت کاچو اختر حسین نے حاصل کی۔ جلسے سے مولانا محمد انور، جی ایچ، معروفی، حاجی فاچو محمد امین، صوفی محمد حسین، رجب علی، اور علامہ محمد بشیر نے خطاب کیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مولانا انور صاحب نے کہا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صوفیا کرام کے عقیدت مندوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ بات خوش آئند ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ آنے والے نوجوانوں کو اپنے بزرگان دین کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔

علامہ محمد بشیر صاحب نے صوفیائے کرام کے چند اہم کتابوں کا ترجمہ کر کے عوام کے سامنے رکھ دیا جس کی وجہ سے تعلیم یافتہ طبقہ ان بزرگوں کی تعلیمات سے واقف ہو گئے ہیں۔

جی ایچ معروفی صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ وقت اور حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ سامراجی طاقت مسلمانوں پر بلاجواز ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کے درمیان اتفاق و اتحاد کی ضرورت ہے خصوصاً صوفی ازم میں محبت واخوت اور امن و آشتی کو انتہائی اہمیت حاصل ہے برصغیر میں اسلام صوفیائے کرام کی وجہ سے پھیلا ان صوفیائے کرام کی تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا کہ حضرت شاہ ہمدان اور شاہ سید محمد نوربخش صوفی ازم کے علمبردار ہیں انہوں نے دنیا کا تبلیغی دورہ کرتے ہوئے لوگوں کو دائرہ اسلام میں لایا اور بت کدوں کو مساجد اور خانقاہوں میں تبدیل کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہر جگہ نوربخشی انجمنیں موجود ہیں مگر ان میں ناخواندہ طبقے کا راج ہے تعلیم یافتہ عہدیدار صرف منشی کا کردار ادا کرتے ہیں۔

صوفی محمد حسین نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہر مکتبہ فکر کی اپنی خصوصیات ہیں ان خصوصیات کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں انہوں نے کہا صوفیہ نوربخشیہ دیگر سلاسل تصوف کی طرح ایک سلسلہ ہے ہمارے ہاں عملیات وعبادات بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں ان سب کی بجا آوری کرتے کرتے بہت ساری منازل طے کرتے ہیں۔

انجمن محمدیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے صدر فاچو محمد امین صاحب نے عوام پر زور دیا کہ وہ آئندہ حضرت شاہ سید محمد نور بخش کے جلسے میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں انہوں نے علماء اور عوام سے کہا کہ وہ گروہی سیاست سے بالاتر ہو کر دین کی خدمت کریں۔ صدر محفل علامہ محمد بشیر صاحب نے کہا کہ زندہ

قومیں اپنے محسن کو کبھی نہیں بھولتی بلکہ ان کی یاد منا کر ان سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ علامہ صاحب نے کہا شاہ سید محمد نور بخش نے فقہ احوط میں شریعت محمدیہ کو بلاکم وکاست پیش فرمایا ہے۔ لہذا تعلیم یافتہ طبقہ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں اہم بات یہ ہے کہ جو بھی عبادت کریں اس عبادت کو صحیح طرح جاننے کے بعد کریں۔

☆ ☆ ☆

اسلام آباد میں عید میلاد النبیؐ

انجمن محمدیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے زیر اہتمام ۹ ربیع الاول کو عید میلاد النبی انتہائی عقیدت واحترام سے منائی گئی۔ تقریب سعید میں علماء، دانشور، طلباء اور کثیر تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعت رسول مقبولؐ معروف شاعر علی احمد قمر صاحب نے پیش کی اس کے بعد مولانا محمد انور صاحب نے حضور کی ولادت اور سیرت کے مختلف گوشوں پر سیر حاصل خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ رسول اللہ کی حیات طیبہ میں ہمارے لئے بہترین نمونے ہیں۔ ہمیں ان کا میلاد انتہائی عقیدت واحترام اور کسب فیض کی نیت سے منانا چاہیے نہ کہ رسمی طور پر، آخر میں دعائیہ کلمات کے ساتھ عید کی تقریب سعید اختتام پذیر ہوئی۔

☆ ☆ ☆

اسلام آباد میں حضورؒ کا عرس پاک

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں بارہ ربیع الاول کو حضور کا عرس پاک انتہائی محبت واحترام سے منایا گیا۔ عرس میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ تلاوت اور نعت کے بعد مولانا محمد انور صاحب نے خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں مولانا صاحب نے حضور کی حیات طیبہ اور تعلیمات کے حوالے سے مختلف اُمور پر بحث فرمایا۔ آپ نے حضورؐ کے رحمت اللعالمین ہونے کے مفہوم کو خوب وضاحت سے بیان فرمایا۔ حضورؐ نے زمانہ جاہلیت کی رسومات کا قلع قمع کر کے دین اسلام کی تعلیمات سے دنیا کو روشن فرمایا۔ اور ذلت وپستی میں گری پڑی انسانیت کو بلند و بالا مقام تک پہنچادیا۔ آخر میں تبرکات ونذرانے تقسیم ہوئے اور اگلے روز نماز زیارت کا بھی اہتمام کیا گیا۔

☆ ☆ ☆

محفل عید بسلسلہ ولادت امام جعفر صادقؑ

انجمن محمدیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے زیر اہتمام جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں بسلسلہ ولادت حضرت امام جعفر صادق محفل سعید کا اہتمام ہوا۔ عید کی یہ محفل نماز عشاء کے بعد شروع ہوئی۔ جس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول سے ہوا۔

اخوند جعفر صاحب اور دوسرے مدح خواں حضرات نے منقبت پیش کیے آخر میں علامہ محمد بشیر صاحب نے حضرت امام جعفر صادقؑ کے حالات زندگی اور آپ کی تعلیمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا مسلک حضورؐ اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کی تعلیمات پر مبنی ہے لہذا ہمیں اغیار کی نقالی کے بجائے اپنے ائمہ مہدیین کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے آخر میں دعائیہ کلمات کے ساتھ اس محفل کا اختتام ہوا۔

☆ ☆ ☆

مدرسہ شاہ ہمدان للبنات میں تقریب عید میلاد النبیؐ

مورخہ 9 ربیع الاول کو مدرسہ شاہ ہمدان برائے خواتین سکردو میں بسلسلہ یوم ولادت نبی آخری الزمانؐ ایک پروقار

تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں مدرسہ شاہ ہمدان کے ناظم اعلیٰ جناب دولت علی تھلوی صاحب اور صدر مدرس مدرسہ شاہ ہمدان جناب شیخ عبداللہ نے شرکت کی۔ اور اس تقریب کی صدارت مولانا عارف حسین صاحب نے کی۔ فائزہ نے اس تقریب میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیے۔ محفل کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت عامرہ نے حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسے کے نعت خواں طالبات نے رسول پاکؐ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ جس کی سعادت خورشیدہ، نگہت مریم، عارف، فائزہ نے حاصل کی۔ اس کے بعد تقریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے عطیہ تبسم نے سیرت النبیؐ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ حضورؐ کو خدا نے اس دنیا میں رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۔"

ہم نے آپ کو ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس کے بعد آسیہ بانو نے حضورؐ کی ذات اقدس پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ آپؐ کی ذات اقدس تمام انسانیت کیلئے باعث رحمت ہے۔ آپ نہ صرف مسلمانوں کیلئے بلکہ پوری کائنات کے رحمت بن کر آئے تھے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ارشاد ہے۔

"لولاک لما خلقت الافلاک"

اے نبی اگر تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں اس پوری کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

اس کے بعد تقریر کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے تیسری مقررہ ریحانہ العین نے رسول پاک کے اخلاق حسنہ کو موضوع بنا کر کہا کہ رسول پاک اخلاق کے بہت بڑے مرتبے پر فائز تھے۔ آپ کے اخلاق کے بارے میں رب کائنات خود فرماتے ہیں۔ وانک لعلی خلق عظیم۔

"بیشک آپ اخلاق کے بڑے عہدے پر فائز ہیں"

تقریری مقابلے کے آخری مقررہ نیرہ نے نبی پاکؐ کے یوم ولادت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب آپ کی تشریف آوری ہوئی تو ہر طرف نور ہی نور پھیل گیا۔ چاند کو نئی روشنی ملی۔ تاریکی چھٹ گئی غرض آپ آئے تو پوری دنیا بدل گئی۔ اس کے بعد نعت خواں طالبات نے ایک بار پھر سے حضورؐ کی شان میں گلدستہ عقیدت پیش کیا۔ جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ محفل کے شرکاء نے خوب داد دی۔

مولانا عبداللہ صاحب نے حضورؐ کی حیات طیبہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور انہوں نے اپنی تقریر کا اختتام دعائیہ کلمات سے کیا۔ اس کے بعد آسیہ اور عطیہ نے سرور کونین کے حضور محبت وعقیدت بھرے انداز میں نعت پیش کی۔ آخر میں ناظم اعلیٰ جناب دولت علی صاحب نے طالبات کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان میں انعامات تقسیم کیے۔ اس تقریب کے اختتام پر مولانا عارف حسین صاحب نے مہمانان گرامی اور دیگر خواتین کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تقریب مدرسہ شاہ ہمدان برائے خواتین کی پہلی تقریب تھی۔ جس میں تمام طالبات اور خواتین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو رسول پاکؐ کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(رپورٹر: آسیہ سرنیکی، طالبہ مدرسہ شاہ ہمدان، برائے خواتین سکردو)

راولپنڈی میں مقیم سکسا ویلفیئر آرگنائزیشن (SWO) کا اجلاس

راولپنڈی میں مقیم سکسا ویلفیئر آرگنائزیشن (SWO) کا ایک اجلاس زیر صدارت احمد علی گلزار منعقد ہوا جس میں سکسا میں بوائز کالج اور تحصیل نیابت کے قیام کو سراہا۔ علاوہ ازیں سابق ہیڈ ماسٹر سید عباس صاحب کے نور چشم سید اقبال حسین (سائنس ٹیچر) کو ضلع گنگ چھے کے ڈیپارٹمنٹل امتحان میں کامیاب ہونے پر دلی مبارک باد پیش کی۔ (رپورٹر: سید انور حسین)

☆ ☆ ☆

اہم اجلاس

آج مورخہ 11 مارچ 2007، بروز اتوار کو تنظیم بزم طلباء مدرسہ شاہ ہمدان کے درمیان ایک میٹنگ منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اس کے بعد مدرسہ ہذا کی تعلیمی سرگرمیوں اور قواعد وضوابط پر عمل پیرا ہونے کے بارے میں طلباء کرام نے اپنے زریں خیالات کا اظہار کیا۔ اس موقع پر جناب صدر کاچو فدا حسین نے مدرسہ ہذا کے گزشتہ سالوں کی کامیابیوں پر روشنی ڈالی اور طلباء کرام کو مدرسے کے قواعد وضوابط پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کی اور اس میٹنگ میں نئی کابینہ تشکیل دی گئی۔ تاکہ مدرسے کی تعلیمی سرگرمیوں میں مزید اضافہ کیا جاسکے۔

صدر : کاچو فدا حسین

نائب صدر : سید امتیاز الموسوی

جنرل سیکرٹری : محمد ابراہیم تبسم

ناظم درس وتدریس : یوسف علی

نائب ناظم درس وتدریس : سید سجاد علی الموسوی تھلوی

ناظم نظافت : علی محمد شاہد

(نشر واشاعت) تنظیم بزم طلباء مدرسہ شاہ ہمدان، سکردو بلتستان)

☆ ☆ ☆

پریس ریلیز

انجمن فلاح وبہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کا سالانہ اجلاس مورخہ یکم اپریل 2007ء کو AFBSN کمیونٹی سینٹر علی پور میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت انجمن کے صدر محمد موسیٰ نے کی اور جنرل سیکرٹری موسیٰ علی ہمدانی نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیے۔ اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت غلام حسین حنفی نے حاصل کی۔ اس کے بعد جنرل میٹنگ میں انجمن فلاح وبہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور کے فنانس سیکرٹری غلام محمد نے سالانہ بجٹ بابت سال 2006-7 پیش کیا۔ جسے تمام ممبروں نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ انجمن کے صدر محمد موسیٰ نے صدارتی خطبہ دیا۔ انہوں نے نامساعد حالات میں انجمن کیلئے امداد اور تعاون کرنے پر اراکین کابینہ، مشاورتی کونسل، تمام ممبران اور عوام کا شکریہ ادا کیا۔ اور خصوصی طور پر سید شہاب الدین، آخوند ابراہیم امریکہ، محمد پو، مولانا عبدالرشید، غلام حسن صفی، انجینئر غلام حسن اور سجاد حسین کا بھی شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے تمام ممبروں پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ انجمن کے جاری ترقیاتی اور فلاحی منصوبوں میں دل کھول کر عطیات دیں۔ اور ہمہ وقت انجمن کا ساتھ دیں۔ آخر میں سید شہاب الدین نے دعائیہ کلمات سے اجلاس کا اختتام کیا۔

رپورٹ: (اشرف حسین موسوی، آفس سیکرٹری)

☆ ☆ ☆

نوجوان عالم دین غلام رسول سلتروی کا انتقال پر ملال

صوفی غلام رسول سلتروی جو کہ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کا فارغ التحصیل تھا مورخہ 17 اپریل 2007 کو کراچی میں انتقال کر گیا مرحوم کی عمر بائیس سال تھی وہ کچھ عرصہ پہلے امتحان کے سلسلے میں کراچی آیا تھا۔ مرحوم کی نماز جنازہ علامہ محمد بشیر صاحب نے پڑھائی اس موقع پر راولپنڈی اور اسلام آباد سے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی اس موقع پر انجمن کے جنرل سیکرٹری جی ایچ معروفی صاحب نے کہا مرحوم انتہائی نیک اور مخلص عالم الدین تھے لوگوں کو نماز پنجگانہ کی طرف راغب کرانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ مرحوم عالم الدین ہونے کے ساتھ ساتھ ذاکر بھی تھے وہ کراچی کورنگی میں امامت کراتے تھے اور رمضان المبارک میں تراویح بھی پڑھاتے تھے۔ مرحوم نے کراچی کورنگی ڈیڑھ نمبر میں رہائش پذیر لوگوں کو مسجد بنانے کے لئے متحد کیا اور اس منصوبے پر کافی پیش رفت ہو چکی تھی۔ مرحوم کی وفات سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جسے پورا کرنا آسان نہیں ہو گا۔ انجمن فلاح و بہبود سلترو، سیاچن، کراچی، راولپنڈی، اسلام آباد کی انتظامیہ اور تمام کارکنان کی جانب سے مرحوم کے والدین بیوہ، اور تمام برادران سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور اس غم میں تمام کارکنان برابر کے شریک ہیں دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ (آمین)

☆☆☆

اظہار تعزیت

جناب صوبیدار غلام محمد صاحب تھلس (نمائندہ نوائے صوفیہ) کا نوجوان لڑکا اچانک رضائے الٰہی سے انتقال کر گیا ہے جس کی خبر سن کر انتہائی افسوس ہوا۔ ادارہ نوائے صوفیہ مرحوم کے انتقال پر صوبیدار غلام محمد صاحب و دیگر لواحقین سے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے'' آمین'' (ادارہ)

نوائے صوفیہ کے مستقل قاری اور نمائندہ ڈپٹی ہیڈ ماسٹر ایف جی بوائز ہائی سکول گلشن تھلے جناب دلشاد صاحب کی والدہ محترمہ رضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ جس پر ادارہ نوائے صوفیہ افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کے اس غم میں ادارہ نوائے صوفیہ برابر کا شریک ہے۔ (ادارہ)

☆ ☆ ☆

معروف عالم دین اخوند محمد ابراہیم ڈنس خپلو کا انتقال

معروف عالم دین اخوند محمد ابراہیم صاحب گذشتہ دنوں اپنے آبائی گاؤں ڈنس خپلو میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کے انتقال پر ملال پر ادارہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

☆ ☆ ☆

قارئین کے خطوط

ذاکر حسین NYF

☆ السلام علیکم! نفسانفسی کے اس دور میں نوائے صوفیہ کے مخلص کارکنوں کی دینی خدمت کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ رسالے کی اشاعت میں تاخیر ہو رہی ہے۔ اس کو دور کیا جائے، میری طرف سے نوائے صوفیہ کے تمام کارکنوں کو سلام عرض ہے۔ (محمد حسن ترکری سوموں)

☆ السلام علیکم! میں نوائے صوفیہ کو بے حد شوق سے پڑھتا ہوں۔ اس کے تمام مضامین معیاری اور سبق اموز ہیں۔ خصوصاً علامہ صاحب کا (آپ کے مسائل اور ان کا حل) اور غلام حسنو صاحب کا مضمون رسالے کو بہت خوبصورت اور جاذب نظر بناتے ہیں۔ خواتین نے بھی اس میں دلچسپی لینا شروع کی ہے، اُن کی طرف سے بھی معیاری مضامین آنے شروع ہو گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں دوسرے خواتین بھی پڑھی لکھی ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے مضامین لکھیں گے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ نوائے صوفیہ کے تمام کارکنوں کو زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما ''آمین'' (غلام رضا سلترو دی لاہور)

☆ السلام علیکم! میں نوائے صوفیہ کو اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر مطالعہ کرتا ہوں تمام مضامین سبق آموز اور راہ نجات ہیں۔ آخر میں میری دعا ہے کہ اس رسالے کو مزید ترقی عطا فرما۔ (محمد اشرف پرویز، محلہ اڑوبا کریس)

☆ السلام علیکم! میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ میں بہت شوق سے اس رسالے کا مطالعہ کرتا ہوں۔ ہدایت کے اس روشن کتاب کی اشاعت میں تاخیر کی وجہ سے میں ہمیشہ غمگین رہتا ہوں۔ کیونکہ یہ وہ واحد رسالہ ہے جو سارے بزرگان دین کی تعلیمات پھیلانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ شمارہ نمبر 92 میں فریدہ بتول کے مضمون مجھے بہت اچھا لگا۔ میری دعا ہے کہ تمام مضمون نویسوں امراء، مراسلین نوائے صوفیہ کو آئندہ اچھے سے اچھے مضامین شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے ''آمین'' (مولوی محمد بشیر چھوربٹ)

☆ السلام علیکم! میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ یہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے۔ ہم نے 26 فروری 2007 بروز پیر کو نوربخشی قوم اکیسویں صدی میں بھی پسماندہ کیوں ہے'' کے موضوع پر ایک تقریب کا اہتمام کیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس تقریب کی کارروائی کو نوائے صوفیہ میں شائع کر کے حوصلہ افزائی فرمائیں۔ (فاچو ذکریا علی کلاس 8th فاچو ہاسٹل کراچی)

☆ السلام علیکم! ہم نوائے صوفیہ کے مستقل اور پرانے قاری ہیں۔ ہم نوائے صوفیہ کو بہت ہی شوق سے پڑھتے ہیں اور کلاس کے دوسرے لڑکوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیتے ہیں۔ رسالے میں جی ایچ معروفی صاحب کے مضمون بہت ہی اچھے تھے۔ میرے طرف سے کو تمام اراکین نوائے صوفیہ کو سلام عرض ہے۔ (غلام مہدی اینڈ عبداللطیف، بلغار ژہوق ضلع گانچھے)

☆ السلام علیکم! میں نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ نوائے صوفیہ کو پڑھنا اب ہماری مجبوری بن گئی ہے۔ کیونکہ اس دور میں ہر مسلک سے تعلق رکھنے والوں کا ہفتہ وار کوئی نہ کوئی رسالہ شائع ہوتا ہے۔ لیکن نوربخشی مسلک کا صرف ایک رسالہ شائع ہوتا ہے۔ جس میں ہر طرح کی خبریں، مسائل اور دین کی باتیں ہوتی ہیں۔ جو کہ ایک نوربخشی کے لئے اشد ضروری ہوتی ہیں۔ میرے ارباب

اختیار سے گزارش ہے کہ رسالے کی ماہوار اشاعت کو یقینی بنائیں۔ (ایم ادریس ظفر بلتستانی، عمر ہاسٹل، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان)

☆ السلام علیکم! میں نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ شمارہ نمبر 93 میں ناہیدہ حسو کا مضمون علم کی اہمیت وضرورت بہت ہی اچھا لگا۔ واقعی ہم سب کو چاہیے کہ علم حاصل کر کے دین کی صحیح خدمت کریں۔ میں نوائے صوفیہ کے ذریعے نوربخشی بھائیوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ وہ دینی علوم اور دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کی تعلیم بھی حاصل کریں۔ میری طرف سے اراکین نوائے صوفیہ کو سلام عرض ہے۔ (ریاض مہدی، طالبعلم لاہور، riazmehdi.piczo.com)

☆ مخلصانہ اپیل! نوائے صوفیہ کے تمام مضامین نگار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مضامین اور خطوط لکھتے وقت کاغذ کے دونوں طرف حاشیے چھوڑیں اور صاف صاف لکھا کریں۔ شکریہ۔ (ذاکر حسین، این وائی ایف اسلام آباد)

محترم ایڈیٹر صاحب، السلام علیکم!

☆ ہم دونوں نوائے صوفیہ کے مستقل قاری ہیں۔ اس رسالہ کو پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔ اور دینی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ خصوصاً شرعی مسائل اور تصوف کی تعلیمات سے مستفید ہوتے ہیں۔ حافظ ذاکر صاحب نے ''آپ کے مسائل کا حل'' کو کتابی شکل دے کر نوربخشی قوم پر ایک عظیم احسان کیا ہے۔ ایک مضمون بھی ارسال خدمت ہے شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔ (محمد بشیر نوری اور دانیال محمود نوری، منہاج یونیورسٹی لاہور)

محترم ایڈیٹر صاحب، السلام علیکم!

ہم اب تک نوائے صوفیہ دوسروں سے لیکر پڑھتے چلے آ رہے تھے۔ اب مستقل قاری بننا چاہتے ہیں۔ نوائے صوفیہ معاشرے کی اصلاح اور لوگوں کو دینی تعلیمات ہم تک پہنچانے کا واحد ذریعہ رہ گیا ہے۔ کیونکہ لوگ براہ راست علماء سے مسائل پوچھنے میں شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ جبکہ نوائے صوفیہ کے ذریعے علامہ صاحب سے بلا تکلف سوال کر سکتے ہیں۔ اللہ ان کی عمر دراز کرے اور نوائے صوفیہ کی مزید ترقی عطا فرمائے۔ باقی م ش کوروی کے مضمون ''خطبہ غزوہ تبوک اور ہم'' میں نوحہ کو زمانہ جاہلیت کا رسم قرار دیا تھا کیا یہ حقیقت پر مبنی ہے! براہ کرم وضاحت فرمائیں ہمارا تعلق بلغار بردس سے ہے اور اس وقت کراچی میں مقیم ہیں۔ دنیائے تصوف کی خبریں جامع مسجد بردس بلغار کے بجائے خانقاہ معلی بلغار غلطی سے درج ہوا ہے اور ماسٹر حسین بلغار بردس کے بجائے کمبہ بردس تھلے چھپا ہے۔ آئندہ اس سے احتراز کریں، شکریہ۔ (شبیر حسین، محمد یوسف، محمد جعفر، کراچی)

قارئین متوجہ ہوں

نوائے صوفیہ کے قارئین سے اطلاعاً عرض ہے کہ اگر آپ کے چندہ کی میعاد جو کہ ایک سال کے لئے ختم ہوگئی ہو تو اولین فرصت میں سالانہ چندہ -/240 روپے ارسال کریں۔

☆ ☆ ☆

قبلہ علامہ صاحب اور جی۔ ایچ معروفی صاحب السلام علیکم

نوائے صوفیہ ملت نوربخشیہ اور تصوف وعرفان کا ترجمان ہے۔ اس رسالے کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ میں نوائے صوفیہ کی وساطت سے جناب علی احمد قمر صاحب کو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے فارغ التحصیل مولانا سید سلطان محمد صاحب کو کراچی یونیورسٹی سے شعبہ فارسی میں گولڈ میڈل حاصل کرنے پر از تہہ